اِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ طِیۡنٍ ۔(سورۃ ص آیت 71)

مسئلہ بشریت ونورانیت پر ایک تحقیقی نظر

ازافادات عالیہ: استاذالعلماء مناظر اسلام قاطعِ شرک وبدعت

حضرت مولانا علّامہ **علی شیر رحمانی** صاحب

نظرِ ثانی: الشیخ استاد محترم حضرت مولانا **مفتی اسد اللہ** صاحب

کمپوزنگ: مسرور احمد رحمانی

جامعہ حیدریہ خیرپور میرس سندھ

03003124837

03121374691

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
3	خطبہ	1
6	شیطان کی انسان سے دشمنی	2
8	بشریت کا عہدہ رسالت	3
9	رسالت کا انکار کیوں	4
11	انسان (بشر) کی عظمت	5
13	دو جنسوں سے رسالت کا انتخاب	6
14	جنس بشر سے اللہ تعالیٰ تین طرح سے کلام کرتا ہے	7
16	بشر کے رسول ہونے پر مکہ کے لوگ تعجب کرتے تھے	8
17	بشریت رسول کے ذکر کرنے میں بہت سارے اعتراضات کا جواب	9
18	بشریت رسول میں بریلویوں کی تضاد بیانی اور پریشانی	10
26	رسول ﷺ کی مخالفت کی وجوہات	11
27	غیر اللہ کی عبادت کی وجوہات	12
28	ایک اور نقطہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے	13
28	بشریت رسول کے سمجھنے کا آسان طریقہ	14
29	آپ ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق دو قسم کے لوگ	15
31	انسان رسول اور بشر رسول میں دنیوی فرق	16
31	آخرت کے اعتبار سے فرق	17
33	نادان قوم کی کھلی نادانی	18
33	**مسئلہ نورانیت رسول**	19
40	نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کی تفسیر	20

[Website: DifaAhleSunnat.com]

خطبہ:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمعصومین وَعَلٰی آلِہٖ واصحابہ واہلبیتہ اجمعین.

امابعد: فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ طِیۡنٍ ۔(سورۃ ص آیت 71)

ترجمہ: (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا۔ (حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کروں گا) (خزائن العرفان صفحہ 543 حاشیہ نمبر 5)

نوٹ: اس آیت کریمہ میں سب سے پہلے بشر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ارادہ ذکر کیا ہے

سوال: اب سوال یہ ہے کہ مٹی سے بشر بنانے کا مقصد کیا ہے؟

جواب: تو اللہ تعالی نے اس مقصد کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ؕ (البقرہ آیت نمبر 30)

ترجمہ: (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں ایک خلیفہ یعنی نائب بنانے والا ہوں خلیفہ احکام واوامر کے آجرا اور دیگر تصرّفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے یہاں خلیفہ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں۔ فرشتوں کو خلافتِ آدم علیہ السلام کی خبر اس لیے دی گئی کہ وہ ان کے خلیفہ بنائے جانے کی حکمت دریافت کر کے معلوم کر لیں اور ان پر خلیفہ کی عظمت وشان ظاہر ہو کہ ان کو پیدائش سے قبل ہی خلیفہ کا لقب عطا ہوا اور آسمان والوں کو ان کی پیدائش کی بشارت دی گئی (خزائن العرفان صفحہ نمبر 5 حاشیہ نمبر 10)

نوٹ: اس آیت کریمہ میں اس بشر یعنی آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مقصد بیان کیا گیا ہے یعنی وہ اللہ تعالی کے احکام کو بتانے اور جتنی وسعت ہو، نافذ کرنے کے لیے خلیفہ یعنی نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔ اگرچہ اس سے پہلے نوری مخلوق (فرشتے) اور ناری مخلوق یعنی جنات موجود تھے لیکن اللہ تعالی نے ان میں سے کسی کو خلیفہ بنانے کے بجائے مٹی سے بشر بنا کر خلیفہ بنانے کا انتخاب فرمایا یہ اس کی اپنی مرضی ہے کیونکہ "وَاَنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ" (الحدید آیت نمبر 29)

ترجمہ: یقیناً شان اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے اسے عطا فرمائے۔

پھر اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت کو مزید واضح کرنے کے لیے یہ بھی فرما دیا:

فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَنَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ ۞ (ص آیت نمبر 72)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ترجمہ: پس جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکوں (اس کو زندگی عطا کر دوں) سو تم اس کے لیے سجدے میں گرنا۔

نوٹ: اس آیت سے آدم علیہ السلام کی عملی طرح سے عزت کروانے کی بات معلوم ہوتی ہے پھر جب اللہ تعالی نے مٹی سے بشر یعنی آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور اس میں روح پھونک کر زندگی عطا فرمائی تو پھر فرمایا:

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ **ترجمہ:** آدم کو سجدہ کرو۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۙ﴿ (ص، آیت نمبر 73)

ترجمہ: تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا کوئی باقی نہ رہا مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا)

دوسری آیت میں فرمایا: وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿ (الاعراف آیت نمبر 11)

ترجمہ: آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کے بعد ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر گئے مگر ابلیس وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔

نوٹ: جب اللہ نے مٹی سے بنائے ہوئے بشر حضرت آدم علیہ السلام کی عزت وعظمت کا اظہار فرشتوں سے سجدہ کرواکر نمایاں کر دیا اور ابلیس نے جو جنوں میں سے تھا اس نے سجدہ نہ کیا، جیسا کہ فرمان باری ہے:

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ (الکھف آیت 155)

ترجمہ: ابلیس نے سجدہ نہ کیا یہ قوم جن سے تھا پس اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔

جب ابلیس نے اللہ کی نافرمانی کر کے اس کا حکم نہ مانا تو اللہ نے اس کو فوراً سزا نہیں سنائی بلکہ اس سے سوال کیا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہ کیا؟ کما قال تعالیٰ: قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ (الاعراف آیت نمبر 12)

ترجمہ: اللہ تعالی نے ابلیس کو کہا کہ کس چیز نے تجھے روکا جو تو نے (آدم کو) سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم (بھی) دیا تھا۔

وفی آیۃ: قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ (ص، آیت نمبر 75)

ترجمہ: اللہ نے فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے (قدرت کے) ہاتھوں سے بنایا۔

اس سوال کے جواب میں ابلیس نے کہا:

قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ: (بنی اسرائیل آیت نمبر 61 تا 62)

(ابلیس) بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا (ابلیس) بولا کیا دیکھا تو نے .؟ جو میرے اوپر تو نے اس کو عزت دی۔

وفی آیۃ: قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿ (الاعراف آیت نمبر 12)

ترجمہ: (ابلیس) بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اس کو بنایا مٹی سے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے کہ:

اس سے اسکی مراد یہ تھی کہ آگ مٹی سے افضل اور اعلٰی ہے تو جس کی اصل آگ ہے وہ اس سے افضل ہو گا جس کی اصل مٹی ہو گی۔ اور اس خبیث کا یہ خیال غلط و باطل ہے کیونکہ افضل وہ ہے جسے مالک و مولا فضیلت دے (خزائن العرفان صفحہ 181)

وفی آیۃ: قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۞ (ص آیت 76)

اس آیت کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے کہ اس (جواب) سے اس کی مراد یہ تھی کہ اگر آدم علیہ السلام آگ سے پیدا کیے جاتے اور میرے برابر بھی ہوتے جب بھی میں انہیں سجدہ نہ کرتا چہ جائیکہ ان سے بہتر ہو کر انہیں سجدہ کروں۔

(خزائن العرفان صفحہ 543)

وفی آیۃ: قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۞ (الحجر آیت 33)

ترجمہ: (ابلیس) بولا مجھے زیبا نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارا تھی۔

ان تمام آیات سے شیطان کی طرف سے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کا جو جواب دیا گیا ہے، اس میں سجدہ نہ کرنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے، کہ ابلیس نے بشر کو کم تر سمجھا اور اپنے آپ کو بہتر سمجھا، درحقیقت بشر کو اللہ تعالی نے بنایا ہی اپنی خلافت کے لیے تھا اس بنا پر اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوق سے بہتر اشرف اور اکرم بنایا تھا لیکن ابلیس کی سوچ یہ تھی کہ اللہ تعالی کا فیصلہ غلط ہے کہ بشر تمام مخلوق سے بہتر ہے، اور میرا فیصلہ صحیح ہے کہ میں اس سے بہتر ہوں، جب ابلیس نے بشر کی عزت کو کمتر سمجھا اور خود کو بہتر سمجھا تو اللہ تعالی نے اس کو چار سزائیں سنائیں۔

نمبر 1: ابلیس کی زندگی کی تمام تر عبادت رائے گاں اور نامقبول ہو گئی۔

نمبر 2: قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۞

ترجمہ: رحمت کے دربار سے نکل جا بس تو مردود ہے (رجیم بمعنٰی مرجوم ہے)

نمبر 3: وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِىْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۞

ترجمہ: اور یقینا تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت ہے۔

نمبر 4: لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ (ص، آیت نمبر 71 تا 85)

ترجمہ: البتہ ضرور بضرور تجھے اور تیرے تابعداروں کو اکٹھا کر کے جہنم کو بھر دوں گا۔

نوٹ: یہ چار سزائیں شیطان کو اس جرم کی وجہ سے ملیں جو اس نے بشر کو کمتر سمجھا، اس سے دورے لوگ بھی عبرت حاصل کریں،

نتیجہ: تو نتیجہ کے طور پر اسی وقت سے ہی یہ بات مسلم ہو کر مشہور ہو گئی کہ تمام مخلوق میں اشرف المخلوقات بشر ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۞ (بنی اسرائیل آیت 70)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے (آدم اور) اولاد آدم کو عزت عطا فرمائی اور ان کو خشکی اور تری پر سوار کیا اور ان کو صاف ستھرا رزق دیا اور ان کو اپنی بہت مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے کہ اکثر بمعنی کل ہے لہذا ملائکہ بھی اس (مخلوق) میں داخل ہیں۔ اور خواص بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور صلحائے بشر عوام ملائکہ سے افضل ہیں۔ حدیث میں ہے کہ مومن اللہ کے نزدیک ملائکہ سے زیادہ کرامت رکھتا ہے (خزائن العرفان صفحہ 346)

اور اسی مفسر نے سورۃ الناس کی تفسیر میں بِرَبِّ النَّاسِ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اللہ تعالی ہے تو سب کا خالق اور سب کا مالک لیکن ذکر میں انسان کی تخصیص ان کی تشریف (شرافت کے لیے) ہے کہ انہیں اشرف المخلوقات کیا (خزائن العرفان)

تمام مخلوق یعنی اجناس میں جنس کے طور پر انسان اشرف المخلوقات ثابت ہوا جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو فرمایا: قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞ (البقرہ آیت نمبر 38)

ترجمہ: ہم نے فرمایا تم سب اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی اتباع کرے گا تو اسے نہ خوف ہو گا نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

شیطان کی انسان سے دشمنی

اور جب ابلیس نیچے اترنے لگا تو کہنے لگا:

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۞ (الحجر آیت نمبر 40،39)

ترجمہ: ابلیس نے کہا کہ اے رب میرے قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں زمین میں ان کو (دوسری چیزیں) مزیّن کر کے دوں گا۔ اور ضرور بضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔

وفی آیۃ: قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ ۞ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۞ (ص، آیت نمبر 82---83)

ترجمہ: ابلیس نے کہا کہ تیری عزت کی قسم میں تیرے مخلص بندوں کے سوا باقی سب کو ضرور بضرور گمراہ کر دوں گا۔

وفی آیۃ: قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ ۞ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَاۗىِٕلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۞ (الاعراف آیت نمبر 16---17)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ترجمہ: ابلیس بولا قسم اس کی کہ تونے مجھے گمراہ کیا میں ضرور بضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا پھر ضرور میں ان کے پاس ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے آؤں گا اور ان میں سے اکثر کو تو شکر گزار نہ پائے گا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جب بشر کو کمتر سمجھنے کی وجہ سے ابلیس ملعون اور مردود ہوا۔۔ تو اس نے بشر سے انتقام لینے کے لیے قیامت تک زندہ رہنے کی دعا کرنے اور اپنا مقصد (کہ میں بہتر اور بشر کم تر ہے) کو ظاہر کرنے کے لیے کہا: وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تیری تابعداری کرے گا (تو مجھے کوئی پرواہ نہیں) میں اس کو بھی تیرے ساتھ ملا کر جہنم میں ڈالوں گا اور اللہ تعالی نے تمام انسانوں سے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۞ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۞ (فاطر آیت 5۔۔6)

ترجمہ: اے انسانو، بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دنیا کی زندگی دھوکا نہ دے اور ہرگز تمہیں بڑا فریبی اللہ تعالی کی ذات کے (حلم پر) فریب نہ دے تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے گروہ کو صرف یہی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔

وفی آیۃ۔ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ (الحشر آیت 6)

ترجمہ: شیطان کی محنت کی مثال یہ ہے جو اس نے انسان کو کہا کہ کافر ہو جا پھر جب کسی نے کفر اختیار کیا تو شیطان بولا میں تم سے بیزار ہوں میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اور جب قیامت قائم ہو گی تو اعلان ہو گا۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۞ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۞ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۞ (یٰس آیت 59 تا 61)

ترجمہ: اعلان ہو گا کہ اے مجرمو.! آج (میرے فرمانبردار بندوں سے) الگ ہو جاؤ. اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا؟ کہ شیطان کے عبادت نہ کرنا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری عبادت کرنا یہی سیدھی راہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اللہ تعالی کے سوا مخلوق میں سے کسی کی بھی عبادت کرے گا، گویا کہ اس نے شیطان کی عبادت کی، کیونکہ مخلوق کی عبادت کرنے پر ابھارنے والا شیطان ہے، ورنہ کوئی بھی شیطان کی عبادت نہیں کرتا۔

اس بنا پر اللہ تعالی نے انبیاء اور مرسلین کے بھیجنے کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ وہ حضرات لوگوں کو مخلوق کی عبادت سے روکیں جو درحقیقت شیطان کی عبادت ہے اور لوگوں کو صرف اور صرف اللہ تعالی کی عبادت سمجھائیں تاکہ جو لوگ اپنے وقت کے نبی کی بات

[Website: DifaAhleSunnat.com]

مان کر اس کے تابعدار بن جائیں وہ کامیاب ہو جائیں۔ اور نبوت ورسالت یہ ایک ایسا بڑا منصب ہے کہ کوئی بھی عبادت، ریاضت، تقوی اور طہارت سے اس منصب کو نہیں پہنچ سکتا۔

بشر کا عہدہ رسالت

عہدہ رسالت یہ عہدہ صرف اس کو مل سکتا ہے جس کو اللہ تعالی خود منتخب فرما کر سب سے اعلی بنا کر یہ منصب عطا فرمائے۔
پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبوت اور رسالت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے اور نبوت کا درجہ تمام غیر نبیوں سے افضل ہے اس بات کی تائید اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔

اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ ۔(النسأ آیت 69)

ترجمہ: یعنی منعم علیھم جماعت اول نمبر پر انبیاء علیھم السلام کی ہے۔ لہذا ہر زمانے میں اللہ تعالی نے انسانوں میں سے صرف مردوں میں سے ہی کسی کو نبی بنا کر ہدایت کے لیے دنیا میں بھیج دیا اور ہر نبی نے لوگ کو اللہ تعالی ہی کی عبادت کی دعوت دی۔

کماقال: مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّؤۡتِيَهُ اللّٰهُ الۡكِتٰبَ وَالۡحُكۡمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوۡلَ لِلنَّاسِ كُوۡنُوۡا عِبَادًا لِّىۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلٰـكِنۡ كُوۡنُوۡا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنۡتُمۡ تُعَلِّمُوۡنَ الۡكِتٰبَ وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَدۡرُسُوۡنَ ۙ۝ (آل عمران آیت 79)

ترجمہ: کسی بشر کو یہ حق نہیں کہ اللہ تعالی اسے کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میری عبادت کرو بلکہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ کیونکہ تم کتاب (خدا) پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں شان نزول کے طور پر مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے کہ ابورافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا محمد آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں۔۔؟ اور آپ کو رب مانیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں۔ نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لیے بھیجا۔
(خزائن العرفان آل عمران آیت 79 کی تفسیر میں)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کتاب، حکم، نبوت، بشر کو ہی ملتی ہے پھر وہ بشر (نبی) اپنی عبادت کا نہیں بلکہ اللہ تعالی کی عبادت کا حکم کرتا ہے۔ اور مفتی بریلوی کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی جنس بشر سے ہیں اور آپ کی دعوت بھی یہی تھی کہ اللہ کی عبادت کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے آپ کو غیر اللہ میں شمار کیا۔

رسالت کا انکار کیوں؟

اور جب اللہ تعالی نے ہر دور میں انسانوں میں سے ہی انتخاب کر کے کسی کو نبی یا رسول بنایا تو ہر نبی اور رسول کا انکار صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ یہ بشر ہے اور اللہ تعالی کسی بشر کو رسول نہیں بناتا۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

کماقال: وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰٓى اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۞ (بنی اسرائیل آیت 94)

ترجمہ: جب بھی لوگوں کے پاس ہدایت آئی تو اس ہدایت کو ماننے سے دوسری کوئی چیز مانع نہ ہوئی۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کیا اللہ تعالی نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔؟

وفی آیۃٍ: اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَبَؤُا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۞ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتۡ تَّاۡتِيۡهِمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ يَّهۡدُوۡنَنَا فَكَفَرُوۡا وَتَوَلَّوۡا وَّاسۡتَغۡنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَمِيۡدٌ ۞ (التغابن آیت 5--6)

ترجمہ: کیا تمہارے پاس پہلے کافروں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے اپنے کیے کا وبال چکھا (دنیا میں عذاب) اور ان کے لیے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے یہ عذاب اس لیے تھا کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیل لے کر آتے تو وہ کہنے لگے:

"اَبَشَرٌ يَّهۡدُوۡنَنَا فَكَفَرُوۡا" کیا بشر ہمیں ہدایت کریں گے، پس انکار کر کے منہ پھیر گئے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے کہ ان لوگوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی اور نافہمی ہے کہ، بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا، اور پتھر کا خدا ہونا تسلیم کر لیا۔ (خزائن العرفان صفحہ 662 التغابن آیت 5--6 کی تفسیر میں)

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ ہر دور میں رسالت و نبوت کے منکرین کا رسول یا نبی کے انکار کا سبب یہی ہوتا تھا کہ یہ بشر تو ہے لیکن رسول یا نبی نہیں ہے، کیوں کہ شیطان کی محنت یہی تھی کہ بشر کمتر مخلوق ہے اور رسالت جیسا اعلیٰ منصب بشر کو نہیں مل سکتا، اس لیے ان کی نظر میں بشریت اور رسالت کا اکٹھے ہونا محال تھا۔ اور ان کا نظریہ تھا کہ نبی یا رسول کوئی فرشتہ ہونا چاہیے۔

تو اللہ تعالی نے فرمایا: وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ مَلَـكًا لَّجَـعَلۡنٰهُ رَجُلًا وَّلَـلَبَسۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّا يَلۡبِسُوۡنَ ۞ (الانعام آیت 9)

ترجمہ: اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی ہم اسے مرد ہی بناتے اور ان لوگوں پر وہی شبہ رکھتے ہیں جس میں اب پڑے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے کہ یہ ان کفار کا جواب ہے جو نبی علیہ السلام کو کہا کرتے تھے کہ یہ تو ہماری طرح بشر ہے اور اسی خبط میں رہ کر ایمان سے محروم رہتے تھے اور انہیں انسانوں میں رسول مبعوث فرمانے کی حکمت بتائی جارہی ہے، اگر بالفرض فرشتہ رسول ہی بنایا جاتا تو (اللہ تعالی اسکو) صورت انسانی میں ہی بھیجتے تا کہ یہ لوگ اس کو دیکھ سکیں، اس سے دین کے احکام معلوم کر سکیں، لیکن اگر (فرشتہ نوری رسول) سورۃ بشری میں آتا تو انہیں پھر وہی کہنے کا موقع رہتا کہ یہ بشر ہے تو فرشتے کو نبی بنانے کا کیا فائدہ ہوتا۔ (خزائن العرفان صفحہ 153 الانعام آیت 9 کی تفسیر میں)

تبصرہ: اس آیت کریمہ کے ترجمہ سے اور مفتی بریلوی کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی انہوں نے اس لیے انکار کیا تھا کہ یہ بشر ہے اس لیے یہ رسول نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ بشریت اور رسالت اکٹھی نہیں ہو سکتیں اور وہ چاہتے تھے کہ رسول نور (فرشتہ) ہونا چاہیے اس لیے وہ کہتے تھے:

لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ (الانعام آیت 8) یعنی ان پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا۔

ان کے اس کہنے کا مطلب یہی تھا کہ اگر یہ خود بشر ہے تو کم از کم کوئی نوری رسول (فرشتہ) آکر اس کی تائید کرتا لیکن وہ اپنے زعم میں سمجھ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو خود جنس نور سے ہیں نہ کوئی نوری فرشتہ اس کی تائید کرتا ہے کہ یہ اللہ کا رسول ہے تو ہم اس کو کیوں کر اللہ کا رسول مانیں۔ اللہ تعالی کی طرف سے ان کو جواب دیا گیا کہ اگر ہم نوری رسول (فرشتہ) بھیجتے تو پھر بھی اس کو مرد ہی بناتے اور یہ لوگ اس نوری رسول (فرشتہ) کو بظاہر صورت بشری میں دیکھ کر پھر بھی یہی کہتے کہ یہ تو ہماری طرح بشر ہے کسی نور کو رسول بنا کر کیوں نہیں بھیجا گیا۔۔؟ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی نور کو بظاہر بشری صورت میں رسول بنا کر بھیجا جاتا پھر بھی نہ ماننے والے شک میں رہتے کہ یہ بشر ہے نوری رسول نہیں ہے، لہذا اب اس طرح نہیں ہے کہ کسی نور کو رسول بنا کر بظاہر بشری صورت میں بھیجا گیا ہو۔ اس طرح نہیں ہے، یعنی اب یہ رسول جس طرح بظاہر انسان (بشر) ہے اس طرح حقیقت میں بھی بشر ہی ہے اندر سے نور ہو اور ظاہری صورت بشری ہو اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر نوری رسول کو بظاہر بشر بنا کر بھیجا جاتا پھر بھی شبہ ہوتا اور کسی نور کو بظاہر بشری صورت میں بھیجنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ یہ بیان ان لوگوں کے لیے بڑا سبق ہے جو اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ حقیقت میں نور ہیں اور صرف بظاہر بشری صورت میں بھیجے گئے ہیں۔

اور جب اللہ نے حضرت موسی وہارون علیہما السلام کو فرعون اور ان کے درباریوں کی طرف ہدایت دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا:
فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ﴿ (المومنون آیت نمبر 47)

ترجمہ: پس انہوں نے کہا کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں (دو بشروں) پر ایمان لے آئیں اور ان کی قوم ہماری غلام ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ فرعون اور اس کی قوم نے موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی رسالت کا اس لیے انکار کیا کہ یہ ہمارے جیسے بشر ہیں۔ اور ان کی سوچ بھی یہی تھی کہ بشریت اور رسالت اکٹھے نہیں ہو سکتے، تو اللہ تعالی نے ان کو فرمایا:
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ۔۔

ترجمہ: کیا تمہارے پاس ان کی خبریں نہیں آئیں ہیں جو تم سے پہلے گزرے تھے (مثلا) قوم نوح اور قوم عاد و ثمود اور دوسرے بھی جو ان کے بعد آئے جن کو اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا ان قوموں کی طرف ان کے رسول دلائل لے کر آئے، تو ان کی قوموں نے کہا: قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿ (ابراہیم آیت 9-10)

ترجمہ: وہ بولے تم تو ہمارے جیسے ہی بشر ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان (کی عبادت) سے باز رکھو جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے اب کوئی روشن دلیل (معجزہ) ہمارے پاس لے آؤ۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ ہر دور کے رسولوں کو بشر دیکھ کر ان کی رسالت کا انکار کیا گیا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ بشریت اور رسالت اکٹھے نہیں ہو سکتے، حالانکہ ہر ایک رسول اپنی قوم کو کہتا تھا کہ ہم بشر ضرور ہیں لیکن اللہ تعالی کے احسان سے ہم نبی یا رسول ہیں۔ کما قال اللہ تعالی: قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ؕ وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نَّاۡتِيَكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ (ابراہیم آیت 11)

ترجمہ: رسولوں نے اپنی قوم کو جواب میں کہا کہ ہم، ہیں تو تمہاری طرح انسان (بشر) مگر اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (نبوت یا رسالت کا) احسان فرماتا ہے اور اللہ کے اذن کے بغیر کوئی معجزہ دکھانا ہمارے بس میں نہیں ہے۔

اس آیت کریمہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

1: یہ کہ مخالفین کا اعتراض کہ تم ہمارے جیسے بشر ہو ان کے اس اعتراض پر کسی رسول نے کبھی نہیں کہا کہ ہم بشر نہیں ہیں بلکہ ہر رسول نے یہی کہا کہ واقعی ہم بشر ہی ہیں لیکن اللہ کے احسان سے ہم رسول بھی ہیں۔

2: یہ کہ مخالفین کہتے تھے کہ اگر تم رسول ہو تو ہمیں معجزات دکھاؤ تو انبیاء علیہم السلام ان کو فرماتے کہ معجزہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس کے حکم کے بغیر معجزہ دکھانا ہمارے بس میں نہیں۔یعنی معجزہ صرف اللہ تعالیٰ کی طاقت سے ظاہر ہوتا ہے۔

انسان (بشر) کی عظمت

جب کسی نبی کو بشر دیکھ کر اسکی نبوت و رسالت کا انکار کیا جاتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے انسان (بشر) کی عظمت کو بیان فرمایا۔

قال اللہ تعالی: لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ۞ (اَلتّین آیت 4)

ترجمہ: ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا۔

اس آیت کی تفسیر میں بریلویوں کے مفتی احمد یار خان نعیمی نے لکھا ہے کہ رب نے انسان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اس لیے اس کو بشر کہتے ہیں یعنی رب کے ہاتھ سے بنائی ہوئی مخلوق، نیز اسے بنانے سے پہلے اس کی عظمت و خلافت کا اعلان فرما کر فرشتوں کو اس کے سجدے کے لیے تیار فرمایا پھر انوکھی صورت بخشی قامت سیدھی، صورت جمیل، کہ جنات و فرشتے بھی اس پر فریفتہ ہوتے ہیں بلکہ اللہ کا محبوب (محمد) بھی انسان (بشر)ہی بنا صلی اللہ علیہ وسلم۔ کھانے کے لیے ہاتھ دیے تاکہ کھانے کے آگے نہ جھکے صرف رب کے آگے جھکے، (اور اس سے پہلے حاشیہ نمبر ایک پر اس نے لکھا ہے کہ) مشرکین انسان کو ساری مخلوق سے ادنی مانتے ہیں اس لئے پتھروں، دریاؤں، چاند، سورج، کی پوجا کرتے ہیں۔۔ اور موحدین کا خیال تھا کہ جن و فرشتے انسان سے افضل ہیں کہ جن طاقت میں اور فرشتے رب کی اطاعت میں زیادہ ہیں اس لیے اللہ نے انسان کی افضلیت چھ تاکیدوں سے بیان فرمائی۔ چار قسمیں اور لام، اور قد۔(نور العرفان صفحہ 717،، اَلتّین آیت 4 کی تفسیر میں)

نوٹ: مفتی بریلوی کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ مشرکین انسان کو ساری مخلوق سے ادنی مانتے تھے، تو ظاہر ہے جن کی نظر میں انسان تمام مخلوق سے ادنیٰ ہو وہ رسالت جیسے اعلی منصب کو انسان کے لیے کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟ اس بنا پر بشریت اور رسالت کو اکٹھے ہونا وہ لوگ محال سمجھتے تھے۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے وہ کسی انسان (بشر) کو رسول ماننے کے لیے تیار نہیں تھے اور ان کا خیال ہوتا تھا کہ کوئی نور یعنی فرشتہ رسول ہونا چاہیے تو ان کے اس خیال کا اللہ تعالی نے اس طرح رد فرمایا:

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۞ (بنی اسرائیل آیت نمبر 95)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اگر زمین میں اطمینان سے رہنے والے فرشتے ہوتے تو ہم ان پر رسول بھی آسمان سے فرشتے ہی اتارتے۔

اور اس آیت سے پہلے ایک آیت کی تفسیر میں حکیم البریلویت مفتی احمد یار نعیمی نے لکھا ہے کہ، ان کا کہنا، اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۞

ترجمہ: کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ بشر کو رسول بنا کر بھیجے رسالت کے لیے کوئی فرشتہ یا کم از کم جن چاہیے۔ (اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ) بے وقوفوں کی حماقت تو دیکھ، بشر کے رسول ہونے پر تعجب کرتے تھے، مگر لکڑی، پتھروں، کو خدا مان لیتے تھے۔ اور اس مفتی نے سورت بنی اسرائیل آیت نمبر 95 کی تفسیر میں لکھا ہے، یعنی اگر زمین میں بجائے انسانوں کے فرشتے بستے ہوتے، تو نبی بھی فرشتہ ہی آتا، کیونکہ نبی تبلیغ کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ اور قوم کی تبلیغ وہی کر سکتا ہے جو قوم کی زبان، اس کے طور طریقوں سے واقف ہو۔ ان کے دکھ درد سے خبر دار ہو اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ نبی قوم کی جنس سے ہو۔ تعجب ہے کہ کفار فرشتوں کو انسان سے افضل سمجھتے تھے اس لیے کہتے تھے کہ فرشتہ نبی کیوں نہ ہوا، حالانکہ انسان (بشر) فرشتوں سے افضل ہے فرشتوں نے انسان کو سجدہ کیا، نہ کہ انسان نے فرشتوں کو۔

(نور العرفان صفحہ 351 بنی اسرائیل آیت نمبر 94۔95 کی تفسیر میں)

مفتی بریلوی کی اسی عبارت سے بھی واضح ہوا کہ کفار کا نظریہ، یہ تھا کہ بشریت اور رسالت اکٹھے نہیں ہو سکتے، کیونکہ ان کی نظر میں بشر ایک کمتر مخلوق تھی اور رسالت ایک بڑا عہدہ تھا اس لیے اس بڑے عہدے کا حقدار وہ فرشتوں کو سمجھتے تھے کیونکہ وہ نوری مخلوق ہیں۔

خلاصہ: یہ کہ ان کی نظر میں بشر رسول نہیں ہو سکتا، اور رسول کے لیے نور ہونا لازمی ہے اور ان کے اس نظریے کی وجہ سے مفتی بریلوی نے ان کو بے وقوف بھی کہا اور ان کی حماقت کا ذکر بھی کیا اور ان کے نظریے کی تردید بھی کی کہ انسان (بشر) فرشتوں سے افضل ہے کیونکہ فرشتوں نے انسان کو سجدہ کیا، نہ کہ انسان (بشر) نے فرشتوں کو۔ لیکن باوجود اس تردید کرنے کے، یہی مفتی خود اسی عقیدے کا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ صورۃً بشر ہیں، حقیقت میں نور ہیں (مریم 17 کا حاشیہ) تو اس کا مقصد کیا ہوا کہ خود اس کی نظر میں نور بہتر اور بشر کمتر ہوا، اس نے تو بشر کو کمتر اور نور کو بہتر کہنے والوں کو بے وقوف اور حماقت والا کہا لیکن اس کو کیا کہا جائے

[Website: DifaAhleSunnat.com]

کہ یہ خود بھی نور کو بہتر اور بشر کو کمتر سمجھ رہا ہے۔ اور ساتھ ہی سورۃ ص آیت نمبر 75 "لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ" کی تفسیر میں مفتی احمد یار نے لکھا ہے کہ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے جسم شریف کی بناوٹ فرشتوں نے نہ کی، بلکہ خود رب نے فرمائی اس لیے بشر کہا جاتا ہے، کہ آپ کی پیدائش مباشرت بِالید سے ہوئی، لہٰذا بشیرت آپ کے لیے باعث فخر ہے۔ (نور العرفان صفحہ 550)

تبصرہ: اسی عبارت سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو بشر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے جسم شریف کی بناوٹ خود اللہ رب العزت نے اپنے دست قدرت سے فرمائی اسی وجہ سے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوق پر فخر حاصل ہے۔ لیکن باوجود اس کے یہی مفتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی بشر ماننے کے لیے تیار نہیں ہے اگر وہ بمجبوری بشریت رسول کا اقرار کرتا بھی ہے، تو اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں صورتاً، نور ہیں حقیقتاً صورت اور حقیقت میں فرق ہے۔

(نور العرفان صفحہ 368 سورۃ مریم آیت نمبر 17 کی تفسیر میں)

یعنی پہلے لکھا کہ آدم علیہ السلام بشریت کی وجہ سے ہی تمام مخلوق سے افضل ہوا اور تمام مخلوق پر اس کو بشریت ہی کی وجہ سے فخر حاصل ہوا، لیکن یہ مفتی بریلوی افضل اور باعثِ فخر چیز (حقیقی بشریت) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حقیقتاً بشر ماننے کے لیے تیار نہیں ہے اس مفتی کو کیا کہا جائے؟ بس اللہ ہی پوچھے گا۔

دو جنسوں سے رسالت کا انتخاب:

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ (سورۃ حج کی آیت نمبر 76)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے کسی کو رسول اور انسانوں میں سے کسی کو رسول۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے، کہ فرشتوں میں سے رسول سے مراد مثل جبرائیل ومیکائیل وغیرہ کے ہیں اور انسانوں میں سے رسول سے مراد مثل حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت سید عالم صلواۃ اللہ تعالیٰ علیہم وسلامہ ہیں۔

شان نزول: یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی جنہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اور ارشاد فرمایا کہ اللہ مالک ہے جسے چاہے اپنا رسول بنائے وہ انسانوں (بشر) میں سے بھی رسول بناتا ہے، اور ملائکہ میں سے بھی جنہیں چاہے۔ (خزائن العرفان صفحہ 406، سورۃ حج کی آیت نمبر 76 کی تفسیر میں)

نوٹ: مفتی بریلوی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کفار بشریت اور رسالت کو اکٹھا ہونا محال سمجھتے تھے، تب ہی تو کہتے تھے کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے۔ تو بقول مفتی بریلوی کے اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدے کی تردید فرمائی اور یہ مسئلہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی رسول بناتا ہے، جیسے جبرائیل میکائیل علیہم السلام اور انسانوں میں سے بہت سارے بشر رسول بنائے ہیں۔

مثلاً حضرت ابراہیم وموسی وعیسی علیہم السلام حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، اس وضاحت سے مفتی نعیم الدین بریلوی نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بشر رسول ہیں حضرت موسی علیہ السلام بھی حضرت عیسی علیہ السلام بھی اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بشر رسول ہیں۔

لیکن حسد کا بیڑا غرق ہو کہ اتنی وضاحت کے باوجود بھی، یہی مفتی بریلوی لکھتا ہے کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے، اس لیے قرآن میں جابجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا اور در حقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ (بشر) ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔(از مفتی نعیم الدین مراد آبادی خزائن العرفان صفحہ 2)

سچ کہتے ہیں "دروغ گو راحافظہ نباشد" یعنی جھوٹا بندہ بات بھول جاتا ہے۔

کیونکہ سورۃ النحل کی آیت نمبر 43: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ کی تفسیر میں خود مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے۔

شان نزول: یہ آیت مشرکین مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اس طرح انکار کیا تھا کہ اللہ تعالی کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے انہیں بتایا گیا کہ سنت الہی اس طرح جاری ہے ہمیشہ اس نے انسانوں (بشر) میں سے مَردوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا۔ (خزائن العرفان صفحہ 342، النحل آیت 43 کی تفسیر میں)

تبصرہ: مفتی بریلوی کی اس عبارت سے بھی واضح ہوا کہ مشرکین مکہ بشریت اور رسالت کو اکٹھا ہونا محال سمجھتے تھے جب ہی تو کہتے تھے کہ اللہ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال کی تردید فرمائی اور واضح کر دیا کہ اللہ کی سنت ہمیشہ سے اس طرح جاری ہے کہ وہ جنس بشر میں سے مرد کو ہی رسول بنا کر بھیجتا ہے، ایسی واضح حقیقت کے بعد بھی یہ کہنا کہ نبی یا رسول کو بشر کہنا یا بشر ماننا کفار کا دستور ہے یہ کتنا سچ یا جھوٹ ہے ہر ایک سمجھ سکتا ہے۔

جنس بشر سے اللہ تعالیٰ تین طرح سے کلام کرتا ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۞ (الشوری آیت 51)

ترجمہ: اور کسی بشر کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے اُدھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی بھیجے جو وہ (اللہ) چاہے۔

شان نزول: اس آیت کریمہ کے شان نزول میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے کہ یہود نے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ سے کلام کرتے وقت اس کو کیوں نہیں دیکھتے جیسے کہ حضرت موسی علیہ السلام دیکھتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ حضرت موسی علیہ السلام نہیں دیکھتے تھے اور اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(خزائن العرفان صفحہ 581، الشوری آیت 51 کی تفسیر میں)

اور یہی بات مفتی احمد یار بریلوی نے بھی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھی ہے اور مفتی احمد یار نے یوں بھی لکھا ہے کہ آیت کریمہ میں بشر کی قید فرشتوں اور دوسری مخلوق کو نکالنے کے لیے ہے۔(نور العرفان صفحہ 587،الشوری آیت 51 کی تفسیر میں)

تبصرہ: اس آیت کریمہ اور بریلویوں کے ہر دو مفتیوں کا شان نزول بیان کرنے سے واضح ہوا کہ یہ آیت کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تائید میں نازل ہوئی کہ اللہ تعالی جس طرح اس بشر یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر دیکھے کلام کرتا ہے اسی طرح موسی علیہ السلام یا کسی اور بشر سے بھی اسی طرح کلام کرتا ہے کہ وہ بشر اللہ تعالی کو دیکھتا نہیں۔ باوجود اس وضاحت کے پھر بھی یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں صورتاً، نور ہیں حقیقتاً صورت اور حقیقت میں فرق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً بشر نہیں ہیں (مفتی احمد یار (نور العرفان صفحہ 368 سورۃ مریم آیت نمبر 17 کی تفسیر میں)

یا یوں کہنا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے، اس لیے قرآن میں جابجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا اور در حقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ (بشر) ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔(از مفتی نعیم الدین مراد آبادی خزائن العرفان صفحہ 2) یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

اور سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر 7: وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ۔ کی تفسیر میں مفتی احمد یار گجراتی بریلوی نے لکھا ہے، کہ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمیشہ انسان (بشر) اور مرد ہی ہوئے کوئی عورت یا فرشتہ یا جن وغیرہ نبی نہیں، بخاری کی حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ نبی ہمیشہ نسب میں اعلی خاندان میں ہوئے رب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ابراہیم علیہ السلام نبی ہمیشہ ابراہیمی ہوئے (نور العرفان صفحہ 387، الانبیاء آیت 7، کی تفسیر میں)

اور سورۃ الانعام کی آیت نمبر 1: "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ" کی تفسیر میں مفتی احمد یار بریلوی نے لکھا ہے کہ اولاد باپ کے ہم جنس ہوتی ہے۔ (نور العرفان صفحہ 755)

تبصرہ: اس اصول کے بعد کہ اولاد باپ کی ہم جنس ہوتی ہے پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ظاہری صورتاً بشر کہہ کر آپ علیہ السلام کو اپنے اعلیٰ خاندان کی طرح حقیقی بشر نہ ماننا اور آپ علیہ السلام کی اولاد تمام سید زادوں کی طرح آپ علیہ السلام کو حقیقی بشر نہ ماننا، یہ ضد، جہالت اور ہٹ دھرمی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔۔؟

اور سورۃ الانعام کی آیت نمبر 101 اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ کی تفسیر میں مفتی احمد یار بریلوی نے لکھا ہے کہ اولاد وہ جو بیوی سے پیدا ہو لہذا حضرت حوا حضرت آدم کی بیٹی نہیں کیونکہ بیوی سے پیدا نہیں ہوئی اس لیے بیوی بنائی گئی، خیال رہے کہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے۔(نور العرفان صفحہ 758)

اور سورۃ الروم کی آیت نمبر 21: "وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَـكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا" کی تفسیر میں مفتی احمد یار بریلوی نے لکھا ہے

"معلوم ہوا کہ انسان کا نکاح جانور، جن وغیرہ سے نہیں کیونکہ بیوی اپنی جنس کی ہونی چاہیے۔ (نور العرفان صفحہ 488)

تبصرہ: مفتی بریلوی کی اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ بیوی اور شوہر کا ایک جنس سے ہونا چاہیے اس اصول کے مطابق ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنتی ازوآج مطہرات تھیں یقیناوہ حقیقی بشر تھیں۔ تو اس اصول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حقیقی بشر ہونا ضروری ہو گا، جب ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات سے نکاح کرنا صحیح ثابت ہو گا، لیکن باوجود اس اصول کے ماننے کے یہی مفتی بریلوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی بشر ماننے سے انکار کر رہا ہے کہتا ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں صورتاً نور ہیں حقیقتاً" صورت اور حقیقت میں فرق ہے (نور العرفان صفحہ 368 مریم آیت نمبر 17 کی تفسیر میں)

ایسی بدحواسی کو ہم ضد کہیں جہالت کہیں یا کیا کہیں۔۔۔؟

اور سورۃ مریم کی آیت نمبر 19: قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّكِ ‌ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۞ کی تفسیر میں حکیم البریلویت نے لکھا ہے کہ "معلوم ہوا کہ فرشتوں سے بھی پردہ نہیں کہ وہ انسان نہیں" (نور العرفان صفحہ نمبر 806)

تبصرہ: حضرت جبرائیل علیہ السلام حقیقت میں نوری فرشتہ ہے لیکن جب ظاہری بشری صورت میں حضرت مریم علیھا السلام کے پاس تشریف لائے تو مفتی بریلوی نے فتوی دیا کہ حضرت مریم علیھا السلام کو اس سے پردہ کرنا لازم نہیں تھا کیونکہ وہ حقیقتاً انسان (بشر) نہیں تھے۔ اور دوسری طرف تمام اہل علم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی غیر محرم عورتوں سے نہیں ملتے تھے اور ان عورتوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پردہ کرنے کا حکم تھا جس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ظاہری صورت میں نہیں بلکہ حقیقتاً انسان (بشر) تھے۔ اور اعلیٰ بشر تھے۔

بشر کے رسول ہونے پر مکہ کے لوگ تعجب کرتے تھے:

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَهُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ؔ ؕ قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيۡنٌ ۞ (سورہ یونس کی آیت نمبر 2)

ترجمہ: کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ہی ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دے دو۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفتی احمد یار گجراتی نے لکھا ہے، کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باذن الہٰی اعلان نبوت فرمایا تو مشرکین مکہ بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ، نبوت جیسا عہدہ ایک انسان کو ملے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (نور العرفان صفحہ 786)

اور اس آیت کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے، کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب اللہ تبارک و تعالی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت سے مشرف فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اظہار کیا تو عرب منکر ہو گئے اور ان

میں سے بعضوں نے یہ کہا کہ اللہ اس سے برتر ہے کہ کسی بشر کو رسول بنائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(خزائن العرفان صفحہ 247)

تبصرہ: بریلوی مفتیوں کی ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ مشرکین بشریت اور رسالت کو اکٹھے ہونا محال سمجھتے تھے اس لیے وہ بشر کے رسول ہونے پر تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ اس سے برتر ہے کہ کسی بشر کو رسول بنائے تو ان کے جواب میں اللہ نے قرآن مجید نازل فرما کر ان کے عقیدے کی تردید فرمائی کہ اللہ کسی مرد پر وحی بھیجے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ایسے واضح دلائل کے بعد بھی بریلوی علماء کا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی بشر نہیں ہیں۔تو یہ ضد اور جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔۔؟

بشریت رسول ﷺ کے ذکر کرنے میں بہت سارے اعتراضات کا جواب۔

اگر قرآن مقدس کی وہ آیات جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا ذکر ہے ان پر ذرا غور کر کے دیکھا جائے تو ان آیات میں مشرکین مکہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے ہوئے بہت سارے اعتراضات کا جواب ہے۔

مثلاً انہوں نے اعتراض کیا:'' وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۞ اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۞(الفرقان آیت 7 تا 8)

ترجمہ: اور وہ بولے کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ کھانا کھاتا ہے بازاروں میں چلتا ہے اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا جو ان کے ساتھ ہو کر ڈرائے۔یا غیب سے انہیں کوئی خزانہ مل جاتا یا ان کا کوئی باغ ہوتا جس سے کھاتے اور ظالموں نے یہ بھی کہا کہ تم صرف ایک ایسے مرد کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو کیا ہوا ہے۔

وفی آیۃ: وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۞ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۞ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۞ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۞(بنی اسرائیل آیت نمبر 90 تا 93)

ترجمہ: اور وہ بولے کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ بہادو۔یا خود تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو پھر تم اس کے اندر نہریں بہادو۔یا ہمارے اوپر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا دو یا اللہ اور فرشتوں کو لاؤ۔ یا تمہارے لیے طلائی (مزین) گھر ہو یا تم آسمان میں چڑھ جاؤ صرف آسمان پر چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر کوئی کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں۔

یعنی کافروں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مطالبے کیئے گئے۔مثلاً کہ زمین میں نہریں بہادو اور مکہ مکرمہ کا خالص پہاڑی علاقہ، کہنے لگے کہ کم از کم ان پہاڑوں میں اپنے لیے ہی کوئی کھجور یا انگور کا باغ پیدا کر لو، یا آسمان کا کوئی ٹکڑا ہم پر گرا دو یا کم سے کم تمہارے لیے ایسا مزین مکان ہو جو کسی اور کے پاس نہ ہو، تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ اللہ کا نمائندہ ہے یا ہمارے سامنے آسمان پر

چڑھ کر دکھاؤ اور وہاں سے بھی ہاتھ خالی واپس نہ آنا بلکہ کوئی کتاب لے کر آؤ جس کو ہم پڑھیں۔ اور اسی طرح ان کے کچھ اعتراضات اور بھی تھے وہ یہ کہ رسول ہو کر طعام کیوں کھاتا ہے اور اسی طرح رسول ہو کر بازاروں میں کیوں چلتا پھرتا ہے مثلاً شادی کیوں کرتا ہے یا سونے کی ضرورت کیوں پڑتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام مطالبات اور اعتراضات کا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی جواب سکھایا:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۞ (بنی اسرائیل آیت نمبر 93)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے پاک ہے میرا رب، میں کون ہوں مگر بشر ہوں رسول ہوں۔

اس جواب سے ان کے سارے اعتراضات ختم ہو گئے وہ اس طرح کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بشر ہوں کیا اگر کوئی بشر کھانا کھائے، پانی پیے، بازار میں گھومے، شادی کرے اور آسمان پر نہ چڑھ سکے، نہر نہ بہادے، سونے کا گھر نہ ہو، اس کے ساتھ بظاہر کوئی فرشتہ نہ ہو، تو اس میں کون سی عیب کی بات ہے لہذا میں بشر ہوں تو ان مذکورہ چیزوں کی وجہ سے میرے لیے کوئی عیب نہیں ہے اور میں رسول ہوں اور رسول کا کام اللہ تعالیٰ کے حکم پر خود بھی عمل کرنا اور لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانا ہوتا ہے، اس بنا پر میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو خود بھی مانتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس کی دعوت بھی دیتا ہوں، اب کوئی احکامِ الٰہی کو مان کر میری تابعداری کرے گا وہ کامیاب، جو انکار کرے گا وہ دنیا و آخرت میں ناکام ہو جائے گا۔ اس جواب سے مشرکین کے تمام اعتراضات ختم ہو گئے۔

بشریت رسول ﷺ میں بریلویوں کی تضاد بیانی اور پریشانی

آیت نمبر 1: رب نے انسان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اس لیے اس کو بشر کہتے ہیں یعنی رب کے ہاتھ سے بنائی ہوئی مخلوق مباشرت بِالید سے بنی۔ نیز اسے بنانے سے پہلے اس کی عظمت و خلافت کا اعلان فرما کر فرشتوں کو اس کے سجدے کے لیے تیار فرمایا پھر اسے انوکی صورت بخشی، قامت سیدھی، صورت جمیل، کہ جنات و فرشتے بھی اس پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ بلکہ اللہ کا محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسان ہی بنا۔ کھانے کے لیے ہاتھ دئے، تاکہ کھانے کے آگے نہ جھکے صرف رب کے آگے جھکے۔ ہر عضو مناسب بخشا، نہ ناک ہاتھی کی طرح لمبی نہ پرندوں کی طرح غائب۔ (نور العرفان سورۃ التین کی تفسیر میں ص 977، مطبع پیر بھائی کمپنی لاہور)

نوٹ: حکیم البریلویت مفتی احمد یار کی اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ جنات اور فرشتوں سے انسان افضل ہے اور انسان کو بشر کہنے کی وجہ یہ بتائی کہ مباشرت بِالید یعنی اللہ کی قدرت کے ہاتھ سے بنائی ہوئی مخلوق، اس سے معلوم ہوا کہ لفظ بشر انسان کا ایک اعزازی نام ہے یعنی انسان کہنے سے بھی بشر کہنے میں زیادہ فضیلت ہے۔

آیت نمبر 2: اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف آیت 63)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حکیم البریلویت مفتی احمد یار نے لکھا ہے کہ معلوم ہوا نبوت مردوں سے خاص ہے کوئی عورت نبی نہیں۔ نیز نبوت صرف انسانوں میں ہے کوئی جن یا فرشتہ نبی نہیں ہوا نبوت ہمیشہ اعلٰی خاندان کے اعلٰی افراد کو عطا ہوئی تا کہ انہیں کوئی نظر حقارت سے نہ دیکھ سکے (نور العرفان صفحہ 190 ضمیمہ 763)

مفتی بریلوی کی اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ انسان (بشر) ایسی عظمت والی چیز ہے کہ نبوت جیسا عظیم عہدہ انسان یعنی بشر کو ہی ملتا ہے۔ اگر حقیقی بشر یعنی حقیقی انسان نہ ہو گا تو وہ نبی بھی نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر 3: وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۞

(الاعراف آیت 11) کی تفسیر میں مفتی احمد یار نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کو خود رب نے دست قدرت سے بنایا اسی لیے انہیں بشر فرمایا۔(نور العرفان صفحہ 182)

آیت نمبر 4: اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۞(ص آیت 71) کی تفسیر میں مفتی احمد یار نے لکھا ہے کہ: خود اپنے دست قدرت سے آدم علیہ السلام کا جسم شریف بناؤں گا اسی لیے انہیں بشر فرمایا یعنی اپنے ہاتھ کی صنعت۔(نور العرفان ص550)

آیت نمبر 5: قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۞ (ص، آیت نمبر 75)

اس آیت کی تفسیر میں مفتی احمد یار بریلوی نے لکھا ہے: کہ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے جسم شریف کی بناوٹ فرشتوں نے نہ کی بلکہ خود رب نے فرمائی اس لیے آپکو بشر کہا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش مباشرت بالید سے ہوئی لہذا بشریت آپ کے لیے باعث فخر ہے۔(نور العرفان صفحہ 550)

تبصرہ: اس سے معلوم ہوا کہ پوری مخلوق میں جو اعزاز آدم علیہ السلام کو ملا یعنی اللہ کے ہاتھ سے بنایا گیا اور اسی وجہ سے آپکو بشر کہا گیا اور بشیرت آپ کے لیے پوری مخلوق پر باعث فخر بنی، اس سے معلوم ہوا کہ لفظ بشر قابلِ تعریف ہے، اور کسی کا بشر ہونا پوری مخلوق کے اعتبار سے ایک بڑا اعزاز ہے۔ لیکن باوجود بشر کی اتنی عزت و عظمت تسلیم کرنے کے بعد بھی یہ عقیدہ رکھنا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ بشر ہیں صورتاً نور ہیں حقیقتاً "صورت اور حقیقت میں فرق ہے (نور العرفان صفحہ 368 مریم آیت نمبر 17 کی تفسیر میں)

یعنی محمد ﷺ حقیقی بشر نہیں ہیں، تو یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

آیت نمبر 6: قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞(الاعراف آیت نمبر 18)

اس آیت کی تفسیر میں مفتی احمد یار بریلوی نے لکھا ہے کہ جنت صرف انسانوں کے لیے کما ھو قول ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ (نور العرفان صفحہ 183)

تبصرہ: اس سے معلوم ہوا جنت جیسی عظیم نعمت بھی صرف انسان یعنی بشر کے لیے ہے، لیکن پھر بھی محمد مصطفیٰ کریم ﷺ کو حقیقی انسان نہ ماننا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت سے محروم کرنا ہے، اور یہ کتنی بڑی گستاخی ہے۔۔۔ اللہ ہم سب کو ایسی گستاخی سے بچائے۔ آمین

اور سورۃ الأعراف کی آیت نمبر 64 "کذبوا بآیاتنا" کی تفسیر میں مفتی احمد یار نے لکھا ہے، کہ معلوم ہوا کہ نبیوں کا انسانوں (بشر) میں آنا اللہ تعالیٰ کے انسانوں (بشر) پر خاص رحمت ہے اس سے انسانیت (بشریت) ہمیشہ فخر کرے گی۔ (نور العرفان صفحہ 191)

تبصرہ: اس عبارت میں مفتی بریلوی نے بشریت کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ نبوت جیسا اعلیٰ منصب صرف انسان کو عطا کیا گیا ہے اور اس پر بشریت کو فخر ہے، لیکن پھر بھی یہ کہنا کہ کسی نبی کو بشر کہنا یہ کافروں کا کام ہے یا بقول مفتی نعیم کے کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے یہ صریح بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے۔۔۔؟

اور سورۃ یوسف کی آیت نمبر: 109 : وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ۔ کی تفسیر میں حکیم البریلویت نے لکھا ہے کہ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اللہ نے انسان کو نبی کیوں بنایا فرشتے نبی بنا کر کیوں نہ بھیجے؟ ان کے جواب میں یہ آیت آئی جس میں فرمایا گیا کہ اس پر کیا تعجب کرتے ہو پہلے ہی سے انسان نبی ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ فرشتہ، جن، عورت کبھی نبی نہ ہوئے۔ (نور العرفان صفحہ 298)

اور سورہ آل عمران کی آیت نمبر 62: اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

کی تفسیر میں مفتی احمد یار نے لکھا ہے کہ بیٹا باپ کا ہم جنس ہوتا ہے اسی طرح بیوی خاوند کی ہم جنس۔ (نور العرفان ص 70)

اور سورۃ النحل کی آیت نمبر 43: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

کی تفسیر میں احمد یار بریلوی نے لکھا ہے کہ نبی ہمیشہ انسان (بشر) مرد بالغ ہوئے کوئی مخلوق انسان (بشر) کے علاوہ نبی نہیں عورت نبی نہیں نابالغ بچے، دیوانے، نبی نہیں ہوئے۔

یہ آیت ان مشرکین کے رد میں اتری جو کہتے تھے کہ اللہ تعالی بشر کو نبی نہیں بنا سکتا۔ (نور العرفان صفحہ 326)

اور سورۃ مریم کی آیت نمبر 19: قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ : کی تفسیر میں مفتی احمد یار بریلوی نے لکھا ہے کہ فرشتوں سے پردہ نہیں کہ وہ انسان (بشر) نہیں۔ (ضمیمہ نور العرفان صفحہ 802)

اور یہی مفتی لکھتا ہے کہ ہم بھی عقیدہ کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں۔ (جاء الحق صفحہ 182)

اور لکھا ہے۔ **محمد بشر لا کالبشر :۔ یاقوت حجر لا کالحجر**

حضور ﷺ بشر ہیں عام بشر نہیں:۔ یاقوت پتھر ہے عام پتھر نہیں۔ (جاء الحق صفحہ 181)

نوٹ: اس حقیقت کے بعد بھی مفتی نعیم الدین بریلوی کا یہ کہنا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے

اور انبیاء کی شان میں ایسا لفظ (بشر) ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔(خزائن العرفان صفحہ 2) تو یہ خواہ مخواہ ضد نہیں تو اور کیا ہے

تضاد:

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 8-9 : وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۞ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۞

ان آیات کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے، کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اس لیے قران پاک میں جا بجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور در حقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ (بشر) ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔(خزائن العرفان صفحہ 2)

تبصرہ: اس عبارت میں بریلوی مفسر نے لفظ بشر کو برا کر کے پیش کیا اور ساتھ ہی لکھا کہ قرآن پاک میں جا بجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے، کسی بھی آیت میں یہ نہیں ہے کہ جو کسی نبی کو بشر کہے وہ کافر ہے اس طرح کی کوئی آیت قرآن مجید میں نہیں ہے، حالانکہ اگر غور کیا جائے تو خود اسی مفتی نے انبیاء کرام کو بشر کہا ہے۔

بنی اسرائیل آیت نمبر 70: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ خاص بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خاص ملائکہ سے افضل ہیں۔(خزائن العرفان)

اور حٰم سجدہ کی آیت نمبر 6: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت بھی سب سے اعلٰی ہے۔(خزائن العرفان صفحہ 567)

نوٹ: اگر لفظ بشر کہنا کفر کا سبب ہے تو اعلٰی بشر کہنا اعلٰی کفر کا سبب ہو گا یعنی جو کسی نبی کو بشر کہے، اگر وہ کافر ہے۔ تو جو اعلٰی بشر کہے وہ اعلٰی کافر ہو گا، لہٰذا مفتی بریلوی اپنے ہی قول سے اعلٰی کفر تک پہنچ گیا۔

نمبر 2: سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر 11: قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۞

اس آیت کی تفسیر میں حکیم البریلویت مفتی احمد یار نے لکھا ہے کہ یہی لفظ (بشر) کافروں کے منہ سے نکلے تو کفر، نبی کے منہ سے نکلے تو ان کا کمال ہے، خیال رہے کہ نبی کو بشر یا تو رب نے فرمایا یا خود نبی نے اپنے آپ کو یا کفار نے۔ ان تینوں کے سوا کسی نے انہیں بشر نہ کہا، اب جو انہیں بشر کہہ کر پکارے (حالانکہ کوئی بھی کسی کو بشر کہکر پکارتا نہیں ہے یہ جملہ ہی جھوٹ ہے۔) وہ نہ رب ہے نہ نبی لامحالہ بے ایمان ہی ہے۔(نور العرفان صفحہ 788)

تبصرہ: اس عبارت میں مفتی بریلوی نے لفظ بشر کو برائی کے معنی میں پیش کیا ہے حالانکہ لفظ بشر کوئی برا لفظ نہیں ہے۔

جیسا کہ خود اسی مفتی نے بشر کی تعریف کی ہے کہ اللہ تعالی کے دست قدرت سے بنائی ہوئی مخلوق۔ اور آدم علیہ السلام کے لیے بشریت باعثِ فخر ہے سورۃ ص کی آیت نمبر 75: قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۞ کی تفسیر میں لکھا ہے: کہ بشریت آدم کے لیے باعثِ فخر ہے۔ (نورالعرفان مذکورہ آیت کی تفسیر میں) اور اگر رب اور نبی کے علاوہ نبی کو بشر کہنے والا بے ایمان ہے تو خود اسی احمد یار نے اپنی کتاب جاء الحق میں لکھا ہے کہ ہم بھی عقیدے کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں۔ (جاء الحق صفحہ 181)

حضور بشر ہیں عام بشر نہیں:۔ یاقوت پتھر ہے عام پتھر نہیں (جاء الحق صفحہ 181)

پھر تو یہی مفتی اپنے ہی فتوے کے مطابق کافر ہو جائے گا۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی نبی کو بشر سمجھ کر اور اسکی رسالت اور نبوت کو مان کر اس پر کلمہ پڑھنا یہی ایمان ہے، اور بشریت اور رسالت کے اکٹھا ہونے کو محال سمجھ کر، اس رسول یا نبی کی صرف بشریت پر نظر کر کے اس کی رسالت یا نبوت کا انکار کرنا یہی کفر ہے۔ لہذا کافروں کا اپنے وقت کے نبی کو بشر سمجھنا کفر نہیں تھا، بلکہ کسی بشر کو نبی یا رسول نہ ماننا کفر تھا۔

نمبر 3: سورۃ الکھف آیت نمبر 110: قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۞

اس آیت کا ترجمہ احمد یار بریلوی نے یوں لکھا ہے: تم فرماؤ ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔ اور اس آیت کی تفسیر میں مفتی احمد یار نے لکھا ہے کہ حضور ایک طرف نور ہیں اور دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے، قل فرما کر اشارۃً بتایا گیا کہ اپنے کو تو اضعًا بشر صرف تم ہی کہہ سکتے ہو دوسرے کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ یعنی میں بشر صاحبِ وحی ہوں، جیسے کہا جائے کہ انسان حیوان ناطق ہے، ناطق نے انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کر دیا ایسے ہی وحی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا۔ مثلیت صرف بشریت یعنی ظاہری چہرے مہرے میں ہے جیسے جبرائیل علیہ السلام شکل بشری میں تشریف لاتے تو کپڑے سفید بال سیاہ رکھتے اس کے باوجود وہ نور تھے۔

ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری چہرے مہرے میں بشر حقیقت میں نور ہیں۔ (ضمیمہ نور العرفان صفحہ 802)

تبصرہ: اس آیت کریمہ کے ترجمے میں بھی احمد رضا خان بریلوی نے ظاہر صورت بشری کی قید لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بشریت کا انکار کیا ہے اور اس آیت کی تفسیر میں مفتی احمد یار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف غلاف کے طور پر بشر تسلیم کیا ہے اس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بشریت کا انکار ہے اور اس کی مثال ایک طرف یہ دی ہے جیسے کہا جاوے انسان حیوان ناطق ہے، نطق نے تمام انسانوں کو جانوروں سے ممتاز کر دیا۔ ایسے ہی وحی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں سے

ممتاز کر دیا اس مثال سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بشریت ثابت ہوتی ہے وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً جنس بشریت میں تمام انسانوں کی طرح حقیقی بشر ہیں لیکن وحی الٰہی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے ممتاز کر دیا یعنی وحی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت کے آقا بن گئے، نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی آنے کی وجہ سے حقیقی بشریت سے نکل کر ظاہری بشر ہو گئے، یہیں سے ہی مفتی بریلوی کی بے وقوفی ظاہر ہو گئی، دوسری مثال میں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے، یعنی جس وقت جبرائیل علیہ السلام شکل بشری میں آتے تھے تو کپڑے سفید بال سیاہ رکھتے تھے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری چہرے مہرے میں بشر، حقیقت میں نور ہیں، مفتی کی یہ مثال بھی جہالت پر مبنی ہے، وہ اس طرح کہ جبرائیل امین جو حقیقتاً نوری مخلوق میں سے ہیں، لیکن جب وہ انسانوں کے پاس آتے تھے، تو اس پر بھی اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لیے انسانی شکل کی ضرورت پڑتی تھی، دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حقیقتاً ایک انسان کے گھر میں پیدا ہوئے اور چالیس سال تک حقیقی انسانوں کی طرح تمام خوبیوں کے ساتھ سب کے سامنے رہے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی الٰہی کا آغاز ہوا، تو بقول مفتی بریلوی کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ظاہری بشر بنا دیا اور آپ علیہ السلام کی حقیقت یعنی بشریت تبدیل ہو کر نور ہو گئی، کیا کوئی عقلمند انسان ایسی الٹی سوچ رکھ سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔

اور سورۃ مریم آیت نمبر 17: فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا ۖ فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۞

کی تفسیر میں حکیم البریلویت نے لکھا ہے، کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام بشری شکل میں ظاہر ہوئے تو ان کی ملکی حقیقت بدل نہ گئی تھی جیسے حضور علیہ السلام بشر ہیں صورتاً نور ہیں حقیقتاً صورت اور حقیقت میں فرق ہے (نور العرفان صفحہ 368)

تبصرہ: سچ کہتے ہیں "دروغ گو را حافظہ نہ باشد" یہی مفتی بریلوی اپنی کتاب جاء الحق میں نبی کی تعریف یوں کرتا ہے "نبی وہ انسان مرد ہیں جن کو اللہ نے احکام شرعیہ کی تبلیغ کے لیے بھیجا، لہٰذا نبی نہ تو غیر انسان ہو اور نہ عورت .... معلوم ہوا کہ جن، فرشتہ، عورت وغیرہ نبی نہیں ہو سکتے، نبی ہمیشہ اعلیٰ خاندان اور عالی نسب سے ہوتے ہیں۔ (جاء الحق صفحہ 171)

اور لکھا ہے: "مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالبَشَر" حضور علیہ السلام بشر ہیں عام بشر نہیں۔ (جاء الحق صفحہ 181)

اور لکھا ہے ہم بھی عقیدے کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں (جاء الحق صفحہ 182)

اور لکھا ہے کہ نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور (حقیقی بشر یعنی) انسان ہی ہوتے ہیں۔ (جاء الحق ص 173)

لیکن اس حقیقت کے بعد یہی مفتی نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) ایک شکاری سے تشبیہ دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اعلیٰ بشریت کا انکار کر کے اپنے مصنوعی عقیدے کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش بھی کی ہے۔

لکھا ہے کہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر

ہوں شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے، اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔(جاء الحق صفحہ 175)

تبصرہ: اس تشبیہ سے مفتی بریلوی کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ جس طرح کوئی شکاری جس قسم کے جانور کا شکار کرتا ہے، اسی قسم کے جانور جیسی آواز نکالتا ہے، تو جس طرح وہ شکاری صرف جانوروں جیسی آواز نکالتا ہے، حقیقت میں وہ جانور نہیں ہوتا، صرف جانور جیسی آواز نکال کر اس کو اپنی طرف مائل کرنا شکاری کا مقصد ہوتا ہے، تو اسی طرح نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو بشر کہہ کر یا حقیقی انسان کی طرح دنیا میں رہ کر کفار کو اپنی طرف مائل کرتے تھے۔ آپ حقیقی انسان (بشر) نہیں تھے نعوذ باللہ۔

اور احمد رضا خان بریلوی نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، لیکن حقیقت میں آدم علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں۔(حدائق بخشش صفحہ 75 حصہ اول)

تبصرہ: ان ہر دو قسم کے عبارت سے ہر ایک سمجھ سکتا ہے، کہ بریلوی علماء بشریت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلے میں کتنے پریشان اور سرگرداں ہیں۔

اس تضاد کا خلاصہ: ان کی باحوالہ عبارات سے ایک طرف انسان یعنی بشر کی فضیلت اور علوّ شان معلوم ہوتی ہے، مثلاً انسان سب مخلوق سے اشرف المخلوق ہے، بشریت انسان کے لیے فخر کا سبب ہے، جنت بھی صرف انسان یعنی بشر کے لیے ہے، پردہ انسان سے ہے، نبوت صرف انسانوں میں ہے، اللہ کا محبوب بھی انسان ہی بنا، اور اس کے ساتھ باپ اور بیٹا ایک جنس کے ہوتے ہیں، اور اسی طرح بیوی اور خاوند بھی آپس میں ہم جنس ہوتے ہیں، ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر اگر آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو ہر ایک باشعور سمجھ سکتا ہے کہ مذکورہ تمام خوبیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے پھر بھی بریلوی علماء اس حقیقت سے منہ موڑ کر اپنے غلط نظریے پر بضد ہیں۔ اور اس اپنے غلط عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے دوسرا رخ اختیار کیا ہے، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی انسان نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کا لباس پہنا کر یا غلاف ڈال کر بھیجا گیا ہے، اگر ان کے دوسرے پہلو کو مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ علیہ السلام حقیقی انسان نہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بشریت کا انکار کرنے سے بہت ساری چیزوں کا انکار ہوتا ہے۔

مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی انسان نہیں تو اشرف المخلوقات نہیں، حقیقی انسان نہیں تو آدم علیہ السلام کی اولاد نہیں، حقیقی انسان نہیں تو نبی نہیں، اور حقیقی انسان نہیں تو اپنے والدین کے ہم جنس نہیں، اور حقیقی انسان نہیں تو اپنی ازواج مطہرات کے ہم جنس نہیں، اور حقیقی انسان نہیں تو تمام دنیا کے سید زادے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں، ان کے ہم جنس نہیں، اور یہ سید زادے آپ ﷺ کی حقیقی اولاد نہیں، اور حقیقی انسان نہیں تو جنت کے لائق نہیں، اس لیے ہم کہتے ہیں کہ بریلوی علماء اپنی تضاد بیانی کی وجہ

سے پریشان اور سرگرداں ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالی تمام بریلوی علماء اور عوام کو حقیقت ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ آقائے دوجہاں ﷺ کو حقیقی بشر، اعلیٰ بشر، افضلالبشر، اشرف البشر، مان کر آپ ﷺ کی اطاعت کرکے کامیاب ہوں، آمین۔

"بَشَرٌ مِثۡلُکُمۡ "**کا مفہوم:** قرآن مقدس میں لفظ الناس، انسان، بشر اور مرد کے لیے لفظ رجل ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی جنس پر بولے جاتے ہیں یعنی آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد جنسیت کے اعتبار سے تمام انسان ایک دوسرے کے مثل ہیں یعنی ضروریات اور لواحقاتِ بشریہ ان میں تقریباً ایک دوسرے کے قریب قریب پائے جاتے ہیں مثلاً آدم علیہ السلام اور حوّا علیہا السلام کے علاوہ سب کا ماں کے پیٹ میں رہنا اور عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ سب کا ماں باپ کے نطفے سے بننا اور بچپن کی طفلانہ کمزوریوں سے دوچار ہونا، پھر جوانی کی عظیم نعمتوں سے لطف اندوز ہونا، پھر بڑھاپے کی کمزوریوں میں جکڑ جانا، اسی طرح بھوک اور پیاس کا محسوس کرنا، اور درد دکھ کا احساس ہونا، غمگین ہونا، ہنسنا، رونا، سونا، شادی کی ضرورت محسوس کرنا، اولاد کا ہونا، زخم ہونا، اور نسیان ہونا، بیمار ہونا، وغیرہ یہ سارے لواحقاتِ بشریہ یا بشری عوارض، نبی غیر نبی، رسول یا امّتی، مؤمن، یا غیر مؤمن، ہر ایک میں کم یا زیادہ بعض وقتوں میں پائے جاتے ہیں، کیونکہ وہ سارے ایک ہی جنس ہیں، اس لیے جنسی عوارض سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔ اور اس کے علاوہ چند ایسی چیزیں بھی ہیں جن میں ایک انسان کسی دوسرے انسان کے مثل نہیں ہے، مثلاً اخلاق میں، آداب میں، عادات میں، علم میں، عقل میں، فہم میں، طبیعت میں، اُنسیت میں، عزت و عظمت میں، شان میں، مان میں، مرتبت میں، وجاہت میں، جسامت میں، قدو قامت میں، جمال میں، کمال میں، قوت میں، ایمان میں، اعمال میں، یہ ساری ایسی چیزیں ہیں کہ کوئی ایک انسان دوسرے انسان کے برابر یا ہر اعتبار سے کسی دوسرے کے مثل نہیں ہے۔ اب ان دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر نبی اور غیر نبی، رسول یا امتی، مؤمن یا غیر مؤمن، کا ایک دوسرے کے مثل ہونا یا ایک دوسرے کے مثل نہ ہونا اور ان کا آپس میں فرق ہونا بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔ ایک بات ذہن میں رکھیں جو سب کے ہاں مسلّم ہے، اور کسی کو انکار نہیں، وہ یہ کہ سب سے پہلا بشر اور پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اور سارے انسان اس کی اولاد ہیں اور اپنے باپ کی ہم جنس ہیں، اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام حقیقی بشر ہیں، تو اسی طرح آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے اگرچہ کوئی نبی یا رسول ہو وہ بھی حقیقی بشر ہی تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا انسانوں کی طرف ہدایت بھیجنے کا دستور بھی اسی طرح رہا ہے کسی ایک نبی یا رسول کا انتخاب کرنا ہوتا تھا تو اسی قوم سے ہی کسی کو منتخب کرکے اس کی طرف وحی بھیج کر اس کو اس قوم کا ہادی بنا دیا جاتا تھا۔ حقیقت میں وہ نبی یا رسول، اللہ تعالیٰ کے علم میں اپنی قوم کا رسول یا نبی بننے والا ہوتا تھا، لیکن خود اس نبی یا اس قوم کو معلوم نہیں کہ یہ رسول ہو گا سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کیونکہ انکی پیدائش (جو کہ باپ کے بغیر تھی) کی وجہ سے قوم نے انکی والدہ پر شک کیا تھا تو اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھولی میں ہی بولنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس نے صاف لفظوں میں کہا: قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ ؕ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ (مریم آیت نمبر 30)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ترجمہ: بچے نے کہا میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔ اس کے علاوہ باقی انبیاء اور مرسلین کے انتخاب کا طریقہ خود اللہ نے یوں بیان فرمایا: اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ۚ﴿ (الحج آیت نمبر 75)

ترجمہ: اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے رسول۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی فرشتوں میں سے کسی ایک فرشتے کو رسالت کے لیے منتخب کرتا ہے، تو اس انتخاب سے پہلے وہ حقیقی فرشتہ ہوتا ہے، اور بظاہر عام فرشتوں میں سے ایک ہوتا ہے پھر جب اللہ تعالی اس کو رسالت جیسا اعلٰی منصب عطا فرماتا ہے تو وہی فرشتہ تمام فرشتوں سے اعلٰی و افضل بن جاتا ہے، اور اسی طرح اللہ تعالی انسانوں میں سے کسی انسان کو جب رسول بنانا چاہتا ہے، تو وہ بھی ایک حقیقی انسان ہوتا ہے، وہ خود بھی اپنے آپ کو حقیقی انسان سمجھتا ہے، اور پوری قوم بھی اس کو اپنی قوم کا ایک فرد یعنی انسان سمجھتی ہے، جب اللہ تعالی اس کو منتخب کر کے رسالت جیسا اعلٰی منصب عطا فرماتا ہے، تو اب وہی انسان اللہ رب العزت کا رسول ہونے کے بعد اس پوری قوم کا امام، پیشوا، ہادی اور رہنما بن جاتا ہے۔

اب اس کی عزت، عظمت، مرتبت اور علم میں نمایاں فرق آجاتا ہے، لیکن باوجود اس کے وہ انسان ہی ہوتا ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ جس انسان کو اللہ نے منتخب کر کے رسول بنایا وہ اگرچہ خود نہیں جانتا تھا کہ میں رسول بننے والا ہوں لیکن وہ اللہ تعالی کے علم میں پہلے سے ہی ہوتا تھا کہ میں اس کو رسول بناؤں گا اس لیے وہ انسان ان تمام چیزوں میں جن میں ہر انسان دوسرے سے کچھ نہ کچھ فرق رکھتا ہے، مثلاً عادات میں، اخلاق میں، طبیعت میں، فہم میں، جمال میں، شرافت میں، صداقت میں، عدالت میں، سخاوت میں، شجاعت میں، وہ انسان پورے معاشرے میں نمایاں اور سب سے بہتر ہوتا تھا اور وہ ان سب خوبیوں کی وجہ سے اپنے معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور پورا معاشرہ اس کو سچا اور امانت دار سمجھتا تھا۔

لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود جب وہ لوگوں کو دعوت اِلَی اللہ دیتا ہے، اور ان کو غیر اللہ کی عبادت سے منع کرتا ہے، اور اپنے رسول ہونے کی خبر دیتا ہے، تو معاشرے کے وہ لوگ جو قابل قدر سمجھے جاتے ہیں یعنی ان کے سردار، یا ان کے مذہبی پیشوا، سب سے پہلے اس رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔

رسول کی مخالفت کی وجوہات

نمبر 1: اور رسول کی مخالفت کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ رسالت اور بشریت کو اکٹھا ہونا محال سمجھتے تھے جیسا کہ آج کل بعض جاہل لوگوں کا اور نیم ملّاؤں کا بھی قریب قریب یہی نظریہ ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ بشر ہو کر رسول ہو، یہ رسالت کی توہین ہے، اور یہ کہتے ہیں کہ رسول ہو کر حقیقی بشر ہو یہ رسول کی توہین ہے، یعنی وہ رسول کو بشر مانتے تھے اور رسالت کا انکار کرتے تھے اور یہ رسالت کو مانتے ہیں حقیقی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ اور ہر دور میں کسی رسول کی دعوت پر لبیک کہہ کر ایمان لانے والوں

کا نظریہ یہ ہوتا تھا کہ رسالت کا دعویٰ کرنے والا ہمارے معاشرے کا ایک سچا انسان ہے یہ جس طرح دوسرے معاملات میں سچ بولتا ہے اسی طرح رسالت کے دعویٰ میں بھی سچا ہے، اور ہر نبی اور رسول پر سب سے پہلے ایمان لانے والے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی انسان تو پہلے ہی تسلیم کرتے تھے بعد میں اس کی رسالت کو مان کر اس کو اللہ کا رسول بھی تسلیم کرتے تھے۔

اور بشریت رسول میں مؤمنین اور کافرین کے عقیدے میں فرق یہ تھا کہ جو لوگ بشریت اور رسالت کا اکٹھے ہونا محال سمجھتے تھے وہ کسی انسان کو رسول ماننے کے لیے تیار نہیں تھے اس لیے وہ اس بشر کی رسالت کا انکار کر کے کافر ہو گئے اور وہ یہی سمجھتے تھے کہ جس طرح ہم بشر ہیں، تو اسی طرح یہ بھی بشر ہے، لیکن جب ہمارے اوپر کوئی وحی الٰہی نازل نہیں ہوتی، تو اس کے اوپر وحی الٰہی کیونکر نازل ہو سکتی ہے؟ لہذا یہ رسول نہیں ہے۔

اور اس کے برعکس جو لوگ کسی رسول کو حقیقی بشر مانتے ہوئے اس کو اللہ کا رسول اور صاحب وحی مان تے تھے، وہ اس کو نبوت کی دعویٰ میں سچا مان کر اس پر کلمہ پڑھتے تھے، اور ہر بات میں اس کی اطاعت کرتے تھے، تو یہی لوگ مؤمنین ہوئے۔

نمبر2: اور ہر نبی کی دعوت کے انکار کی دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ نبی لوگوں کو مخلوق کی عبادت سے روکتا تھا اور صرف خالق کی عبادت کی دعوت دیتا تھا کیونکہ ہر نبی کی دعوت کا پہلا جز تھا لا الہ الا اللہ اس کا ترجمہ ہے اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں جبکہ ہر نبی کے زمانے میں لوگ مخلوق کی عبادت کرتے تھے۔

غیر اللہ کی عبادت کی وجوہات

نمبر1: یہ کہ مشرکین مکہ اس غیر اللہ کی عبادت کو اللہ کے تقرب کا سبب سمجھتے تھے۔

"مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى ؕ "(الزمر آیت 3)

یعنی ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے۔

نمبر2: دوسری وجہ یہ بتاتے تھے کہ اگر کوئی کام یا کوئی مسئلہ ہمارا کسی الجھن میں پڑ کر مشکل ہو جائے گا تو جن کی ہم عبادت کرتے ہیں تو وہ اللہ کے ہاں سفارش کر کے مسئلہ حل کروائیں گے۔ وَيَقُوۡلُوۡنَ هٰٓؤُلَاۤءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ(یونس آیت نمبر18)

ترجمہ: یعنی یہ ہماری طرف سے اللہ کے دربار میں سفارش کرنے والے ہیں۔ اس بنا پر وہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا انکار کرتے تھے جبکہ ہر نبی پر ایمان لانے والے اس نبی کی دعوت کو قبول کرتے تھے، اور ایمان لانے کے بعد وہ صرف اللہ تعالی کو ہی عبادت کے لائق سمجھتے تھے، اور مخلوق میں سے کسی کی بھی عبادت نہیں کرتے تھے۔

ایک اور نقطہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے

وہ یہ ہے کہ جو شخص بھی کسی رسول کو ہر اعتبار سے اپنے جیسا سمجھے گا وہ کبھی بھی اس پر کلمہ پڑھ کر اس کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں نہیں ڈالے گا۔ کہ اس کی حلال بتائی ہوئی چیز کو حلال سمجھتا رہے، اور اس کی حرام بتائی ہوئی چیز کو حرام سمجھتا رہے کوئی بھی اس طرح نہیں کر سکتا بلکہ بات اس طرح ہے کہ جو شخص بھی کسی رسول پر کلمہ پڑھتا ہے، اور اس کی شریعت کو مانتا ہے، اور اس کی سنت پر عمل کرتا ہے، اور اسکی حلال بتائی ہوئی چیز کو حلال سمجھتا ہے، اور اسکی حرام بتائی ہوئی چیز کو حرام سمجھتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے رسول کو اللہ کا محبوب بندہ اپنا آقا سمجھتا ہے، اور تمام انسانوں سے حتّٰی کہ اپنے والدین سے بھی اس رسول کو افضل، اعلم اور اشرف سمجھ کر اس کی اطاعت کرتا ہے، اور یہ بات عقلاً بھی محال ہے، کہ کوئی کسی ایسے انسان کی جس کو ہر اعتبار سے اپنے جیسا انسان یا بشر سمجھ کر اس کی اس طرح عزت اور فرمانبرداری کرے اور تمام انسانوں سے یا اپنے والدین سے حتّٰی کہ اپنے آپ سے بھی اس کو بہتر اور بالاتر سمجھے یہ بات کوئی بھی عقل مند آدمی نہیں کر سکتا یعنی اس طرح ہو ہی نہیں سکتا۔

نتیجہ: اب اس سے یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ جو لوگ غلط پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ یہ "دیوبندی" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں یہ کھلا جھوٹ ہے۔

بشریت رسول ﷺ کے سمجھنے کا آسان طریقہ

قَالَ اَللّٰہُ تَعَالٰی: اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ۚ﴿۷۵﴾ (الحج آیت 75)

ترجمہ: اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے رسول بنانے کے لیے دو جنسوں کا انتخاب فرمایا ہے۔

نمبر 1: فرشتہ یعنی نوری رسول نمبر 2: انسان یعنی خاکی رسول۔

ان دو جنسوں کے علاوہ کوئی تیسری جنس سے رسول نہیں بنایا گیا۔

نمبر 1: اگر نوری رسول ہے، تو وہ فرشتوں میں سے ہی ہو گا فرشتوں کے سوا کسی اور نور سے رسول نہیں بنایا گیا۔

نمبر 2: اور اس طرح خاکی مخلوق میں سے اگر کوئی رسول بنایا گیا ہے تو انسانوں میں سے ہی بنایا جاتا تھا، اور فرشتوں میں سے رسول بنانے سے پہلے وہ اپنی جنس کے افراد میں سے ایک فرد ہوتا تھا اور انتخاب رسالت کے بعد وہ اپنی جنس میں سب سے عزت اور عظمت میں اعلٰی بن جاتا تھا کیونکہ وہ اللہ کا مقرب ہو جاتا تھا۔ اسی طرح انسانوں میں سے جس کو رسول بنایا گیا وہ اپنی جنس کے افراد میں سے ایک فرد ہوتا تھا اور انتخاب رسالت کے بعد وہ دوسرے لوگوں پر عزت و عظمت میں ایسی فوقیت حاصل کر لیتا تھا کہ کوئی بھی غیر نبی یا غیر رسول اس کے برابر نہیں ہو سکتا، اور اللہ تعالٰی کے انتخاب کے بعد وہ رسول وحی الٰہی کے مقابلے میں کسی کی بھی کوئی

بات نہیں مانتا تھا کیونکہ وہ وحی کے ذریعے اللہ کے بتائے ہوئے احکاموں پر چلتا تھا اور باقی تمام لوگ اس رسول کی اتباع کرنے سے ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکتے تھے جس طرح تمام انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ چلا آرہا تھا اسی طرح سرور کونین شفیع المذنبین سید الاوّلین والآخرین خاتم الانبیاء والمعصومین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے منتخب کر کے رسالت کا تاج بلکہ خاتم المرسلین کا تاج پہنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وحی الہی کے مقابلے میں کسی بھی سردار یا برادری کے چھوٹے بڑے کی بات کو قبول نہیں کیا بلکہ صاف لفظوں میں فرمایا: "اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ" " میں صرف وحی الہٰی کی تابعداری کرتا ہوں"

اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے ہی سیّد الرّسل اور خاتم النبیین تھے، لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر غار حرا میں پہلی بار جبرائیل امین آکر عرض کرنے لگے: اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ۞

اس وقت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپکو اللہ کا رسول سمجھنے لگے وحی الہی کا پہلی بار آنا جن احادیث میں بیان کیا گیا ہے، وہ تمام احادیث اسی پر دال ہیں۔

اور سورۃ شوریٰ کی آیت نمبر 52: وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَلَا الۡاِيۡمَانُ وَلٰـكِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۞

ترجمہ: اور یوں ہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی (جیسے اور نبیوں کو بھیجی تھی ایک جان فضا چیز قرآن) اپنے حکم سے، اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے اور نہ ایمان (کی تفصیل) ہاں ہم نے اسے (قرآن کو) نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہیں اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

وفی آیۃ: وَمَا كُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا اَنۡ يُّلۡقٰٓى اِلَيۡكَ الۡكِتٰبُ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ ظَهِيۡرًا لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ۞

ترجمہ: اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی تو تم ہرگز کافروں کی پشتی (پشت پناہی) نہ کرنا (ترجمہ احمد رضا بریلوی سورۃ القصص آیت نمبر 86)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر تمام لوگوں کا آقا، رہبر، رہنما، مرشد اور مربی بنا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں لوگ دو قسم کے ہو گئے۔

آپ ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق دو قسم کے لوگ

نمبر 1: ایک طبقے کا خیال تھا کہ رسالت اور بشریت اکٹھے نہیں ہو سکتی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کیا۔

نمبر 2: اور جن لوگوں کا یہ نظریہ تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اس بنا پر آپ کی رسالت کا دعویٰ بھی سچا ہے، اور اللہ تعالیٰ کسی بشر پر احسان کر کے اس کو اپنا پیغمبر بنائے تو بنا سکتا ہے، اس لیے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت (جو سب کے

ہاں مسلم تھی) وہ تسلیم کرتے ہوئے آپکی رسالت کا بھی اقرار کرنے لگے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرکے اللہ تعالی کے مقبول بندے بن کر جنت کے حقدار بن گئے۔ آج کل کے دور میں بد قسمتی سے جہالت کی وجہ سے ایسے عقیدے کے لوگ بھی نظر آنے لگے جو کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں لیکن حقیقی بشر نہیں آپ علیہ السلام نوری رسول ہیں تو ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لیے سب سے پہلے ہم سورۃ الحج کی آیت نمبر 75 کی طرف توجہ دلاتے ہیں جسمیں ہے کہ رسول یا تو فرشتہ ہوگا یا حقیقی انسان، اور اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھاہے کہ فرشتوں میں سے رسول جبرائیل میکائیل وغیرہ مراد ہیں اور انسانوں میں سے رسول، ابراھیم علیہ السلام، موسٰی علیہ السلام السلام، محبوب عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔(خزائن العرفان)

اور اسی آیت کے شان نزول میں لکھاہے، یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی جنہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا اللہ مالک ہے جسے چاہے اپنا رسول بنائے وہ انسانوں میں سے بھی کسی ایک بشر کو رسول بناتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی جنہیں چاہے۔(خزائن العرفان صفحہ 406)

اس آیت کریمہ اور مفتی بریلوی کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراھیم حضرت موسی علیہما السلام وغیرہم انبیاء سابقین کی طرح ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی قوم کے افراد میں سے حقیقی انسان تھے، اور خود کو بھی حقیقی انسان (بشر) سمجھتے تھے اور پورا معاشرہ اور آپ علیہ السلام کا پورا خاندان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی انسان ہی سمجھتے تھے۔

پھر اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاشرے سے چن کر رسالت کا تاج پہنایا صرف رسول نہیں بلکہ خاتم المرسلین بنایا اس منظر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیان فرماتے تھے کہ وحی الہی آنے سے پہلے مجھے سچے خواب دکھائے گئے پھر جب پہلی وحی الہی نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم "زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي" کہتے ہوئے اور وحی الہی کا بوجھ محسوس کرتے ہوئے طرح طرح کی باتیں سوچنے لگے جس پر امّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بھی تسلی دینے لگی اور ورقہ بن نوفل کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اسے سارا قصہ بتایا کیونکہ وہ اہل کتاب کا بڑا عالم تھا اس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس نے وہ تمام نشانیاں محسوس کرلیں جو آسمانی کتاب میں آخری پیغمبر کے بارے میں اس نے پڑھی تھیں زیادہ تفصیل کے لیے یہ پورا قصہ ابتدائی وحی الہی والی صحیح احادیث میں موجود ہے جن کے پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ واقعتًا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے علم میں اگرچہ ازل سے ہی رسول بلکہ امام المرسلین تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پہلی وحی سے پہلے معلوم نہیں تھا کہ میرے اوپر وحی نازل ہوگی اس کو اللہ تعالی نے بھی آپ علیہ السلام کو اس طرح فرمایا: وَمَا كُنتَ تَرْجُوٓا۟ أَن يُلْقَىٰٓ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَٰفِرِينَ ۝ (القصص آیت 86)

ترجمہ: اور تمہیں یہ امید نہ تھی کہ تم پر یہ کتاب نازل کی جائیگی۔

وفی آیۃ: مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ وَلَا الۡاِیۡمَانُ۔ (الشوریٰ آیت 52)

ترجمہ: اور آپ نہ کتاب کو جانتے تھے نہ ایمان کو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی 40 سالہ زندگی میں ان فطری چیزوں میں جن میں ایک انسان کسی دوسرے انسان کے برابر نہیں ہوتا مثلاً اخلاقیت، عادات، معاملات، حُسن وجمال، سچائی، امانت، عدل، بہادری، ہر ایک سے خیر خواہی، ان تمام چیزوں میں تو پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ اور سب سے برتر تھے، لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کا تاج پہنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عزت، عظمت، علم، تقرّب الی اللہ، میں ایسے اعلیٰ بن گئے کہ پوری انسانیت بلکہ پوری مخلوق مل کر بھی آپ کی علوِّشان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ فللہ الحمد

ان نقلی دلائل کو سامنے رکھ کر اگر کوئی سمجھنا چاہے، تو اس کے لیے اس نقل سے سمجھنا آسان ہے، لیکن اگر کوئی اس مسئلہ کو عقل سے سمجھنا چاہے تو ان شاءاللہ عقلی مثالوں سے بھی وہ بآسانی سمجھ سکتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہوا کہ رسالت کے لیے دو جنسوں کا انتخاب کیا گیا۔

نمبر 1: فرشتہ یعنی نوری رسول۔ نمبر 2: انسان یعنی بشر رسول۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عہدہ رسالت تمام اعلیٰ منصب ہے رسول کے برابر کوئی بھی غیر رسول نہیں ہو سکتا لیکن سوال یہ ہے کہ ان دو جنسوں کے رسولوں میں سے افضل رسول کون ہے؟

اگر دنیا کے اعتبار سے دیکھا جائے تو کچھ یوں فرق محسوس ہوتا ہے مثلاً:

انسان رسول اور فرشتہ رسول میں دنیوی فرق

نمبر 1: انسان رسول کی امت ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فرشتہ رسول کی کوئی اُمّت نہیں ہوتی۔

نمبر 2: انسان رسول پر کلمہ پڑھا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فرشتہ رسول پر کلمہ نہیں پڑھا جاتا۔

نمبر 3: انسان رسول پر کوئی کتاب یا صحیفہ نازل کیا جاتا ہے۔۔۔ فرشتہ رسول پر کوئی کتاب یا صحیفہ نازل نہیں کیا جاتا۔

نمبر 4: انسان رسول کی شریعت ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فرشتہ رسول کی کوئی شریعت نہیں ہوتی۔

نمبر 5: انسان رسول کی سنت پر عمل کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فرشتہ رسول کی سنت پر عمل نہیں کیا جاتا ہے۔

آخرت کے اعتبار سے فرق

نمبر 1: قیامت کے دن انسان رسول کے پیچھے امت ہوگی۔۔۔۔۔۔۔ فرشتہ رسول کے پیچھے کوئی نہیں ہوگا۔

نمبر 2: انسان رسول کو جنت میں اعلیٰ قسم کی نعمتیں ملیں گی۔۔۔۔۔۔ فرشتہ رسول کو جنت میں کوئی نعمت نہیں ملے گی۔

نمبر 3: انسان رسول کے جنت میں بہت سے خادم ہوں گے اور وہ سب کے مخدوم ہوں گے۔۔۔۔

۔۔۔۔فرشتہ رسول کا جنت میں کوئی خادم نہیں ہو گا۔

نتیجہ: اس فرق کو دیکھنے کے بعد ہر ایک سمجھدار انسان سمجھ سکتا ہے کہ بشر رسول نوری رسول سے ہر اعتبار سے کئی گنا افضل اور اعلٰی برتر اور بالا ہے۔ آج کل جو لوگ کلمہ پڑھ کر اقرار کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، لیکن بعض نیم ملاؤں نے ان کو الجھن میں ڈال دیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوری رسول ہیں۔ ایسے لوگوں کے سامنے اگر کسی نے کہا کہ ہمارے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، تو وہ لوگ غصے میں آکر بشر رسول کہنے والوں کو کوستے ہیں اور اس پر طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں کہ یہ بے ادب ہیں گستاخ ہیں حتی کہ اس کو بے ایمان سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہم عرض کرتے ہیں کہ وہ غصہ نہ کریں بلکہ ٹھنڈے دل سے مذکورہ بالا چیزوں پر غور کریں جن کی وجہ سے نوری رسول اور بشر رسول ایک دوسرے سے جدا ہو کر سامنے آتے ہیں۔

اور نتیجہ میں نوری رسول بشر رسول سے کمتر اور بشر رسول نوری رسول سے بہتر نظر آتا ہے۔

مثلاً: وہ دیکھیں کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر کوئی بھی کلمہ نہیں پڑھتا تو نوری رسول ہیں، اگر آپ پر کلمہ پڑھا جاتا ہے، تو آپ ﷺ بشر رسول ہیں۔ اگر آپ ﷺ کی کوئی امت نہیں تو نوری رسول ہیں، اگر آپ ﷺ کی امت ہے، تو آپ ﷺ بشر رسول ہیں۔ اگر آپ ﷺ پر کوئی کتاب نازل نہیں کی گئی تو نوری رسول ہیں، اگر آپ ﷺ پر کتاب قرآن نازل کی گئی ہے، تو آپ ﷺ بشر رسول ہیں۔ اگر آپ ﷺ کی کوئی شریعت نہیں ہے، تو آپ ﷺ نوری رسول ہیں، اگر آپ ﷺ کی شریعت ہے تو آپ ﷺ بشر رسول ہیں، اگر آپ ﷺ کا طریقہ سنت باعثِ نجات نہیں تو نوری رسول ہیں، اگر آپ ﷺ کا طریقہ یعنی سنت رسول باعثِ نجات ہے، تو آپ ﷺ بشر رسول ہیں۔

اور اسی طرح روز محشر اگر آپ ﷺ اکیلے آئیں گے تو نوری رسول ہیں اگر آپ ﷺ کے پیچھے آپ کی امت ہو گی اور آپ رہنما بن کر آئیں گے، تو آپ ﷺ بشر رسول ہیں۔ اگر آپ ﷺ کو جنت کی کسی نعمت یعنی مطعومات، مشروبات، ملبوسات، یا حور و قصور میں سے کوئی چیز نہیں ملے گی تو نور رسول ہیں، اور آپ ﷺ کو ان تمام چیزوں کی ضرورت ہو گی اور ان تمام چیزوں میں سے آپ ﷺ کو ہر چیز اعلٰی درجے کی ملے گی، تو آپ ﷺ بشر رسول ہیں۔ اگر آپ ﷺ کا جنت میں کوئی خادم نہیں ہو گا کہ آپ ﷺ مخدوم ہو کر رہیں، تو نور رسول ہیں، اگر آپ ﷺ کے بہت سے خادم ہوں گے اور آپ ﷺ سب کے مخدوم ہوں گے، حتّٰی کہ نوری رسول بھی آپ ﷺ کے خادم ہوں گے، تو آپ ﷺ یقیناً بشر رسول ہیں۔ اگر کسی کو اللہ تعالٰی نے عقل سلیم دی ہے تو وہ ان چیزوں میں غور کر کے عقل سے ہی سمجھے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوری رسول ہیں یا بشر رسول۔؟

کیونکہ عقل کی بات کو نادان نہیں سمجھ سکتا اور اگر کوئی نقل مانتا ہے اور نقل کے ماننے کا مدار ایمان پر ہے کم فہم آدمی بھی ایمان کی وجہ سے قرآن مجید کی کسی ایک آیت سے ثابت شدہ مسئلہ مان لیتا ہے لیکن بے ایمان نقل کو بھی نہیں مانتا اگر نقل کی طرف توجہ کرتے ہیں تو سورۃ حج کی آیت نمبر 75: اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ۔ اس آیت میں رسول ہونے کے لیے دو جنسوں کا ذکر کیا گیا۔ نمبر 1: فرشتہ رسول نمبر 2: انسان رسول

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نوری مخلوق میں سے رسول بنایا جائے گا تو وہ فرشتوں میں سے ہی ہوگا، فرشتوں کے علاوہ نوری مخلوق میں سے دوسرے کسی نور سے رسول نہیں بنایا جائے گا، اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرشتہ ہیں یا نہیں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: آپ اس طرح اعلان کریں:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ۔ (الانعام آیت نمبر 50)

ترجمہ: آپ فرمائیں میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہتا ہوں) کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اس اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ نے اللہ تعالی کے حکم سے اپنے فرشتہ رسول ہونے کا انکار کیا تو صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول تو ہیں، لیکن فرشتہ (نوری) نہیں، تو آپ ﷺ دوسری جنس، یعنی انسان رسول ہیں، لیکن باوجود اس کے اللہ تعالی نے اس مسئلے کو اور بھی واضح کرنے کے لیے فرمایا: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

ترجمہ: آپ فرمادیجئے پاک ہے میرا رب میں کون ہوں مگر بشر (ہوں) رسول ہوں۔

اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنی جنس یعنی بشریت اور اپنے منصب یعنی رسالت کا اعلان فرمادیا جس کا مطلب یہ ہوا کہ جنس کے اعتبار سے اشرف المخلوقات انسان یعنی بشر ہوں اور منصب کے اعتبار سے سب سے اعلی منصب یعنی رسول ہوں۔

حقیقت میں فیصلہ ہو گیا اگر کوئی عقل رکھتا ہے تو اوپر والی عقلی مثالوں سے سمجھے گا کہ آپ ﷺ بشر رسول ہیں، اگر کوئی نقل یعنی آیات کو مانتا ہے، تو قرآن کی آیات پر ایمان کی وجہ سے تسلیم کرے گا کہ آقا ﷺ بشر رسول ہیں، اب اگر کوئی عقلی مثالوں سے بھی نہ سمجھے اور نقل یعنی آیات کو بھی نہ مانے تو ہم کیا کر سکتے ہیں صرف یہی کہیں گے کہ وہ نادان بھی ہے اور بے ایمان بھی اللہ تعالی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نادان قوم کی کھلی نادانی

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی جنس انسان نہیں مانتے ان کے عقیدے کا پس منظر کچھ یوں ہے۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر جب نبی بنا کر انسانوں کی طرف بھیجنے کا وقت آیا تو ایک مشکل مسئلہ سامنے آیا کہ رسول اللہ ﷺ تو نور ہیں اب یہ نوری رسول، انسانوں میں جا کر کس طرح تبلیغ کرے گا؟ اور اس کی امت اس نوری رسول کی کیونکر اطاعت کرے گی؟ اور اس نوری رسول کی سنتوں پر کیسے عمل کرے گی؟ تو اللہ تعالی نے اس مسئلے کو اس طرح حل کر دیا کہ اس نوری رسول کے اوپر ایک غلاف یعنی بشریت کا پردہ ڈال کر دنیا میں بھیج دیا جس طرح حضرت جبرائیل امین کبھی کبھی کسی انسان کی صورت میں تھوڑے وقت کے لیے آتے تھے۔

اگر ان کا یہ عقیدہ درست مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے والدین کے ذریعے سے پیدا ہونا، دائی حلیمہ سعدیہ کے پاس پرورش پانا، بچپن کی زندگی بسر کرنا، شادیاں کرنا، اولاد کا ہونا، پھر اجل کو لبیک کہہ کر دنیا کو چھوڑ کر اپنے رب کے پاس جانا، اور قبر مبارک کا بننا، یہ سارے کا سارا طلسم اور ڈرامہ ہو جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

پھر آپ ﷺ قیامت کے دن انسان ہو کر بھی نہ اٹھیں گے بلکہ اپنی اصلی نوری صورت میں نمودار ہوں گے کیونکہ دنیا میں تو صرف تبلیغ کرنے کے لیے بمجبوری انسانی لباس (غلاف بشریت) پہنا کر بھیجے گئے تھے آخرت میں جب کہ انسانوں کو تبلیغ کرنے کی ضرورت ہی نہیں لہذا آپ ﷺ کو آخرت میں انسانی لباس پہنانے کی ضرورت ہی نہ رہی، کیوں کہ جب حقیقی بشر ہیں ہی نہیں، اور صرف اوپر اوپر سے بشر بنا کر اٹھانے کی ضرورت بھی نہ رہی، تو اس کا نتیجہ (نعوذ باللہ) یہی نکلے گا کہ آپ ﷺ کو جنت بھی نہیں ملے گی کیونکہ نوری مخلوق کو جنت کی ضرورت ہی نہیں حالانکہ ایسا عقیدہ رکھنا جس سے ہمارے آقا ﷺ جنت کی نعمتوں کے لائق ہی نہ رہیں یہ کھلا کفر ہے۔ (العیاذ باللہ)

اور دوسری بات یہ کہ اللہ تعالی نے رسالت کے لیے دو جنسوں کو منتخب فرمایا ہے نمبر 1: ایک حقیقی انسان نمبر 2: دوسرا حقیقی فرشتہ۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو فرشتہ نہیں مانتے اور حقیقی بشر بھی نہیں مانتے، اور فرشتوں کے علاوہ دوسرا کوئی نور رسول بنا کر بھیجا بھی نہیں گیا، اور ان کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ اندر سے نور باہر سے بشر ہیں۔

تو پتہ نہیں کہ رضاخانیوں نے ایسا رسول کہاں سے لیا جو نصف نصف ہے یعنی اندرونی نور اور بیرونی بشر ہے۔

(اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی تمام انسانوں کو اپنی توحید اور اپنے رسول کی حقیقی بشریت اور حقیقی رسالت کو صحیح طریقے سے ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

مسئلہ نورانیت رسول ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ والصلوۃ والسلام علیٰ افضل البشر خاتم الانبیاء والمعصومین

امابعد: پوری امت مسلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی جنس بشریت میں سے آپ علیہ السلام کی اعلیٰ بشریت کا عقیدہ رکھنے کے ساتھ آپ علیہ السلام کو نور مانتی ہے۔ اور امت مسلمہ کا آپ علیہ السلام کو نور ماننے کا طریقہ یہ ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب اور صفات میں سے ایک لقب اور ایک صفت نور بھی ہے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب طٰہٰ، یٰس، مزمل، مدثر، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، سید الاولین، والآخرین، وغیرہ کی طرح آپ کا ایک لقب نور بھی ہے۔ اور آپ علیہ السلام کی صفات نبی، رسول، خاتم النبیین، والمعصومین، کی طرح آپ علیہ السلام کی ایک صفت نور بھی ہے۔ اور جس طرح اسلام اور قرآن کا لقب اور صفت نور بیان کیا گیا ہے اسی طرح ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لقب اور صفت کے لحاظ سے نور ذکر کیا گیا باقی حقیقت میں آپ علیہ السلام کی جنس بشریت ہے اور آپ علیہ السلام اپنی جنس میں تمام افراد سے باکمال اور اعلیٰ بشر ہیں۔ لیکن بعض لوگ اپنی کم عقلی کی وجہ سے پوری امت مسلمہ کے اس نظریے سے ہٹ کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا نور سمجھتے اور کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی جنس بشریت کا ہی انکار کرتے ہیں مثلاً حکیم البریلویت مفتی احمد یار خان گجراتی نے سورۃ مریم کی آیت نمبر 17 کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام (حضرت مریم کے سامنے) بشری شکل میں نمودار ہوئے تو ان کی ملکی حقیقت بدل نہ گئی تھی جیسے حضور علیہ الصلوۃ والسلام بشر ہیں صورتاً اور نور ہیں حقیقتاً صورت اور حقیقت میں فرق ہے۔

(نور العرفان صفحہ 488)

اور اسی طرح مجدد بریلویت احمد رضا خان بریلوی نے سورۃ الکہف کی آیت "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کا ترجمہ یہ کیا ہے "تم فرماؤ ظاہر صورت بشر میں تو میں تم جیسا ہوں" (الکہف آیت 110)

اور اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی احمد یار نے لکھا ہے کہ حضور ایک طرف نور ہیں دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے

(نور العرفان صفحہ 485)

اور اس آیت کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ میں پ کو اپنی ظاہری صورت بشریہ کے بیان کا اظہار تواضع کے لیے حکم فرمایا گیا۔ (خزائن العرفان صفحہ 441)

اور سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 7،8 خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۞ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۞

ان آیات کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین بریلوی نے لکھا ہے کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اس لیے قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور در حقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ بشر ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے (خزائن العرفان صفحہ 5)

اور اسی طرح مجدد بریلویت احمد رضا خان نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں لیکن حقیقت میں آدم علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں (معاذ اللہ) (حدائق بخشش حصہ اول صفحہ 75)

ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں جیسے شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے (جاء الحق صفحہ 175)

تبصرہ: ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ان کے عقیدے میں آقا دو جہاں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں نور ہیں جنس بشریت میں سے نہیں ہیں صرف سورت انسانی میں بظاہر انسان ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے بھی صرف ظاہر میں پیدا ہوئے نہ کہ حقیقت میں (معاذ اللہ)

یہ ہے مجدد بریلویت اور حکیم البریلویت کی خام خیالی___ سوچنے کی بات ہے کہ جس گروہ کے قائدین اور پیشواؤں کی ایسی الٹی سوچ ہو اس گروہ کی عوام کالانعام کا کیا حال ہوگا۔۔۔؟

اگرچہ مجدد بریلویت اینڈ کمپنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی جنس بشریت کا خود بھی انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی یہی سبق دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنس بشریت سے نہیں بلکہ جبرائیل امین علیہ السلام کی طرح صرف ظاہر صورت بشری کا آپ علیہ السلام پر غلاف ہے اور حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور ان کے حواری اور تابعدار بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور اس کی تبلیغ کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی جنس بشریت کو چھپا نہیں سکتے مثلا خود احمد رضا خان بریلوی کو نہ چاہتے ہوئے بھی سورۃ حٰم السجدہ کی آیت نمبر 6 ''قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ'' کا ترجمہ یہ لکھنا پڑا تم فرماؤ ''آدمی ہونے میں تو میں تم ہی جیسا ہوں''

اور اس آیت کی تفسیر میں حکیم البریلویت نے لکھا ہے کہ نہ خدا ہوں نہ خدا کا بیٹا خالص بندہ ہوں (نور العرفان صفحہ 760)

اور جاء الحق کے صفحہ 181 اور 182 پر لکھا ہے کہ عقیدہ کے ذکر میں ہم بھی کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں۔

اور اسی طرح صفحہ نمبر 181 پر لکھا ہے ''محمد بشر لا کالبشر'' یعنی محمد جنس بشر ہیں عام بشر نہیں جیسے یاقوت پتھر ہے عام پتھر نہیں اور اسی طرح احمد رضا خان نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ایک ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں (فتاویٰ آفریقہ صفحہ 100)

اور اسی طرح علامہ غلام رسول سعیدی بریلوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ روحانی معراج میں مٹی سے بنا ہوا انسان خدا تک جا پہنچتا ہے (شرح مسلم جلد 1 صفحہ نمبر 690)

اور مفتی احمد یار نے لکھا ہے کہ ہم نبی کو اپنی مثل نہیں کہہ سکتے اگرچہ انہیں ''بَشَرٌ مِثلُکُم'' فرمایا گیا تعجب ہے کہ بعض لوگ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نبی کی طرح ہیں (حالانکہ کوئی کلمہ گو اس طرح نہیں کہتا) یہ نہیں کہتے کہ ہم ابو جہل ابو لہب کی طرح ہیں یہ دو رخی کیسی۔۔۔؟ جب تم ایمان کی وجہ سے ابو جہل کی مثل نہیں ہو تو نبی بھی نبوت کی وجہ سے تمہاری مثل نہیں۔

(نور العرفان سورۃ الأعراف کی آیت نمبر:194)

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ فَادۡعُوۡہُمۡ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ۞ (کی تفسیر میں صفحہ 279)

تبصرہ: اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی علماء بھی امت مسلمہ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی جنس بشر ہی سمجھتے ہیں اور جس طرح پوری امت آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اور رسالت اور نزول وحی کی وجہ سے تمام کائنات میں بے مثال سمجھتی ہے اسی طرح بریلوی علماء بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کی وجہ سے بے مثال سمجھتے ہیں اگرچہ اس نظریے کی وہ تبلیغ نہیں کرتے بلکہ ایسے عقیدے کو عام لوگوں سے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں ورنہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی جنس بشر لکھتے ضرور ہیں اور جس طرح پوری امت مسلمہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان، مرتبت، عزت اور عظمت کی وجہ سے سب سے اعلٰی سمجھتی ہے اور کسی نوری یا ناری اور کسی نبی یا رسول کو آپ علیہ السلام کے برابر نہیں سمجھتی اسی طرح بریلوی علماء بھی صرف برابری کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ مفتی احمد یار بریلوی نے سورۃ ھود کی آیت نمبر 27: فَقَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ مَا نَرٰىکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثۡلَنَا وَ مَا نَرٰىکَ اتَّبَعَکَ اِلَّا الَّذِیۡنَ ہُمۡ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاۡیِ ۚ وَ مَا نَرٰی لَکُمۡ عَلَیۡنَا مِنۡ فَضۡلٍۭ بَلۡ نَظُنُّکُمۡ کٰذِبِیۡنَ ۞

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا گمراہی کی سیڑھی ہے۔ (نور العرفان صفحہ نمبر 357)

اور یہی بات سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر 10: قَالَتۡ رُسُلُہُمۡ اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یَدۡعُوۡکُمۡ لِیَغۡفِرَ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَ یُؤَخِّرَکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ قَالُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ؕ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۞

کی تفسیر میں لکھی ہے کہ کفر کی جڑ پیغمبر کو اپنی مثل جاننا ہے (نور العرفان صفحہ 408)

اور سورۃ الحجر کی آیت نمبر 33: قَالَ لَمۡ اَکُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ۞

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اب جو کوئی نبی کے برابری کے لیے بشر کہے وہ شیطان کی پیروی کرتا ہے (نور العرفان صفحہ 420)

اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 93: اَوۡ یَکُوۡنَ لَکَ بَیۡتٌ مِّنۡ زُخۡرُفٍ اَوۡ تَرۡقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَ لَنۡ نُّؤۡمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیۡنَا کِتٰبًا نَّقۡرَؤُہٗ ؕ قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ ہَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۞

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اگر ہم برابری کے دعویٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہیں تو کافر ہو جائیں۔(نور العرفان صفحہ 464)

اور سورۃ التغابن کی آیت نمبر 6:

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۞

اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دعویٰ برابری کرنے کے لیے نبی کو بشر کہنا کفر ہے (نور العرفان صفحہ 889)

تبصرہ: اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی علماء بھی امت مسلمہ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر لکھتے ہیں صرف برابری کی بشریت کا انکار کرتے ہیں اگرچہ اس بات کی تبلیغ نہیں کرتے بلکہ چھپاتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ جس طرح پوری امت مسلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا لقب نور سمجھتی ہے اسی طرح بریلوی علماء بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کو نور لکھتے ہیں مثلاً

1: مفتی نعیم الدین بریلوی نے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 46: وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۞ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نور نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کر دیا۔ اور خلق کے لیے معرفت و توحید الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کی وادی تاریک میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے انوار ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نور نبوت سے ضمائر و بصائر اور قلوب و ارواح کو منور کیا۔ حقیقت میں آپ کا وجود مبارک ایسا آفتاب عالم تاب ہے جس نے ہزارہا آفتاب بنا دیے اس لیے اس کی صفت میں منیر ارشاد فرمایا گیا (خزائن العرفان صفحہ 614)

2: سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 15: يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۞ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (نبوت) سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی (خزائن العرفان صفحہ 160)

3: سورۃ توبہ کی آیت نمبر 32: يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۞ کی تفسیر میں لکھا ہے (نور سے مراد) دین اسلام یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل ہیں (جس نور کو وہ لوگ بجھانا چاہتے ہیں) (خزائن العرفان صفحہ 278)

4: سورۃ صف کی آیت نمبر 8: يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۞

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالی کے نور کو بجھانا چاہتے تھے یعنی دین برحق اسلام کو اور قرآن پاک کی تعلیم کو شیئر سحر و کہانت بتا کر (خزائن العرفان صفحہ 800)

5: سورۃ التغابن کی آیت نمبر 8: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ نور سے مراد قران شریف ہے کیونکہ اس کی بدولت گمراہی کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں اور ہر شے کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔

(خزائن العرفان صفحہ 807)

6: سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 157 اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ نور سے مراد قرآن شریف ہے جس سے مومن کا دل روشن ہوتا ہے اور شک وجہالت کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں (خزائن العرفان صفحہ 247)

اور اس آیت کی یہی تفسیر مفتی احمد یار نے (نور العرفان صفحہ 270) پر لکھی ہے۔

تبصرہ: اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی علماء نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کو نور لکھا ہے اور اسی طرح قرآن اور اسلام کو بھی انہوں نے اللہ کا نور لکھا ہے اور جس طرح امت مسلمہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے القاب کو تسلیم کرتی ہے اسی طرح آپ علیہ السلام کا ایک لقب نور بھی مانتی ہے اسی طرح بریلوی علماء بھی سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو نور لقب کے طور پر لکھتے ہیں۔

مثلاً: مفتی احمد یار خان بریلوی نے سورۃ نساء کی آیت نمبر 174 یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور بھی ہیں، اللہ کی دلیل بھی ہیں، حق بھی ہیں، حضور کے تمام القاب قرآن میں ہیں (نور العرفان صفحہ 167)

اور نور کا لقب صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اسلام، قرآن، قلب مؤمن، اور تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی نور کے لقب سے ذکر کیا گیا ہے۔

مثلاً: سورۃ النور کی آیت نمبر 35: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ نور اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا نور کی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کا ہادی ہے۔

بعض مفسرین نے فرمایا: معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی آسمان و زمین منوّر فرمانے والا ہے۔ اس نے آسمانوں کو ملائکہ سے زمین کو انبیاء سے منوّر کیا۔۔۔

اللہ کے نور سے یا تو قلب مؤمن کی وہ نورانیت مراد ہے جس سے وہ ہدایت پاتا اور راہ یاب ہوتا ہے۔۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کے اس نور کی مثال جو اس نے مؤمن کو عطا فرمایا (مراد ہے)۔

اور بعض مفسرین نے اس نور سے قرآن مجید مراد لیا۔۔

اور ایک تفسیر یہ ہے کہ اس نور سے مراد سید کائنات افضل موجودات حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔۔۔

نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ کی تفسیر

اور نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اس تمثیل کے معنی ہیں میں اہل علم کے کئی قول ہیں۔

1: ایک یہ کہ نور سے مراد ہدایت ہے۔۔۔

2: اور ایک قول یہ ہے کہ یہ تمثیل نور سید انبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔۔

اور چراغ نبوت کے شجر نبوت سے روشن ہے اور اس نور محمدی کی روشنی واضیات اس مرتبہ کمال ظہور پر ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان بھی نہ فرمائیں جب بھی خلق پر ظاہر ہو جائے۔۔۔۔۔ ایک شجرہ مبارکہ سے روشن ہے وہ شجر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں نور قلب ابراہیم پر نور محمدی نور پر نور ہے۔۔۔۔۔ نور پر نور یہ کہ نبی ہیں نسل نبی سے نور محمدی ہے نور ابراہیمی پر۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت اقوال ہیں۔ (تفسیر خازن) (خزائن العرفان صفحہ 514)

تبصرہ: اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں لفظ نور اللہ پر، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، تمام انبیاء علیہم السلام پر، اسلام پر، قرآن پر، نبوت پر، ہدایت پر، اور قلب مؤمن پر بولا گیا ہے، اور ان تمام پر جو لفظ نور بولا گیا ہے وہ جنس کے طور پر نہیں بلکہ وصف اور لقب کے طور پر بولا گیا ہے۔

نتیجہ: لہذا سرور کونین رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی جنس بشر اور آدم علیہ السلام کی حقیقی اولاد تسلیم کر کے نبوت اور رسالت اور ہدایت و معرفت کی وجہ سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور لقب کو نور ماننا ہی حق ہے۔۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی تمام انسانوں کو حق ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّاؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ وَتُبۡ عَلَیۡنَاۚ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ

ازافادات: استاد محترم حضرت **علامہ علی شیر** رحمانی
کمپوزنگ: مسرور احمد رحمانی۔ 03121374691

[Website: DifaAhleSunnat.com]